ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14

جمعۃ المبارک 06/جولائی 2007ء

20/جمادی الثانی 1428 ہجری قمری — 06/وفا 1386 ہجری شمسی

شمارہ 27

سُود خور

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''معراج کی شب مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ گھروں کی مانند تھے اور ان میں سانپ تھے جو باہر سے بھی نظر آ رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا یہ کون ہیں تو جبریل نے کہا یہ سُود خور ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب التجارات باب التغلیظ فی الربا۔ حدیث نمبر 2264)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

حضرت عیسیٰؑ صلیب پر چڑھائے گئے مگر صلیب کے ذریعہ سے ان کی موت نہیں ہوئی۔

ہر یک جو کہتا ہے کہ مجھے مسیح موعود کی پرواہ نہیں ہے اُس کو ایمان کی پرواہ نہیں ہے۔ ایسے لوگ حقیقی ایمان اور نجات اور سچی پاکیزگی سے دور ہیں۔

معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ معرفت کے ذریعہ سے حق بینی اور حق جوئی کا ایک دروازہ نکلتا ہے۔

''پھر ماسوائے اس کے اگر یہ بات صحیح ہے کہ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (النساء:159) کے یہی معنے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان دوم کی طرف اُٹھائے گئے تو پھر پیش کرنا چاہئے کہ اصل متنازعہ فیہ امر کا فیصلہ کس آیت میں بتلایا گیا ہے۔ یہودی جواب تک زندہ اور موجود ہیں وہ تو حضرت مسیح کے رفع کے انہیں معنوں سے منکر ہیں کہ وہ نعوذ باللہ مومن اور صادق نہ تھے اور اُن کی روح کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوا۔ اور شک ہو تو یہودیوں کے علماء سے جا کر پوچھ لو کہ وہ صلیبی موت سے یہ نتیجہ نہیں نکالتے کہ اس موت سے روح مع جسم آسمان پر نہیں جاتی بلکہ وہ بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ جو شخص صلیب کے ذریعہ سے مارا جائے وہ ملعون ہے۔ اس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ کی صلیبی موت سے انکار کیا اور فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (النساء:158) اور صَلَبُوْهُ کے ساتھ آیت میں قَتَلُوْهُ کا لفظ بڑھا دیا تا اس بات پر دلالت کرے کہ صرف صلیب پر چڑھایا جانا موجب لعنت نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ صلیب پر چڑھایا بھی جائے اور بہ نیت قتل اس کی ٹانگیں بھی توڑی جائیں اور اس کو مارا بھی جائے تب وہ موت ملعون کی موت کہلائے گی۔ مگر خدا نے حضرت عیسیٰ کو اس موت سے بچا لیا۔ وہ صلیب پر چڑھائے گئے مگر صلیب کے ذریعہ سے اُن کی موت نہیں ہوئی۔ ہاں یہود کے دلوں میں یہ شبہ ڈال دیا کہ گویا وہ صلیب پر مر گئے ہیں۔ اور یہی دھوکا نصاریٰ کو بھی لگ گیا۔ ہاں انہوں نے خیال کیا کہ وہ مرنے کے بعد زندہ ہو گئے ہیں۔ لیکن اصل بات صرف اتنی تھی کہ اس صلیب کے صدمہ سے بے ہوش ہو گئے تھے اور یہی معنے شُبِّهَ لَهُمْ کے ہیں۔ اس واقعہ پر مرہم عیسیٰ کا نسخہ ایک عجیب شہادت ہے جو صدہا سال سے عبرانیوں، رومیوں اور یونانیوں اور اہل اسلام کی قرابادینوں میں مندرج ہوتا چلا آیا ہے جس کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے واسطے یہ نسخہ بنایا گیا تھا۔ غرض یہ خیالات نہایت قابل شرم ہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح کو مع جسم آسمان پر اُٹھا لے گیا تھا۔ گویا یہودیوں سے ڈرتا تھا کہ کہیں پکڑ نہ لیں۔ جن لوگوں کو اصل تنازعہ کی خبر نہ تھی انہوں نے ایسے خیالات پھیلائے ہیں۔ اور ایسے خیالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو ہے۔ کیونکہ آپؐ سے کفار قریش نے بہ تمام تر اصرار یہ معجزہ طلب کیا تھا کہ آپ ہمارے روبرو آسمان پر چڑھ جائیں اور کتاب لے کر آسمان سے اتریں تو ہم سب ایمان لے آویں گے اور ان کو یہ جواب ملا تھا قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل:94) یعنی میں ایک بشر ہوں اور خدا تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ وعدہ کے برخلاف کسی بشر کو آسمان پر چڑھاوے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ تمام بشر زمین پر ہی اپنی زندگی بسر کریں گے۔ لیکن حضرت مسیح کو خدا نے آسمان پر مع جسم چڑھا دیا۔ اور اس وعدہ کا کچھ پاس نہ کیا۔ جیسا کہ فرمایا تھا:۔ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ (الاعراف:26)

بعض کا یہ خیال ہے کہ ہمیں کسی مسیح موعود کے ماننے کی ضرورت نہیں اور کہتے ہیں کہ گو ہم نے قبول کیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں لیکن جبکہ ہم مسلمان ہیں اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں اور احکام اسلام کی پیروی کرتے ہیں تو پھر ہمیں کسی دوسرے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس خیال کے لوگ سخت غلطی میں ہیں۔ اول تو وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں جبکہ وہ خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے۔ حکم تو یہ تھا کہ جب وہ امام موعود ظاہر ہو تو تم بلا توقف اس کی طرف دوڑو اور اگر برف پر گھٹنوں کے بل بھی چلنا پڑے تب بھی اپنے تئیں اُس تک پہنچاؤ۔ لیکن اُس کے برخلاف اب لاپرواہی ظاہر کی جاتی ہے۔ کیا یہی اسلام ہے؟ اور یہی مسلمانی ہے؟ اور نہ صرف اس قدر بلکہ سخت سخت گالیاں دی جاتی ہیں اور کافر کہا جاتا ہے اور نام دجّال رکھا جاتا ہے اور جو شخص مجھے دُکھ دیتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ میں نے بڑا ثواب کا کام کیا ہے اور جو مجھے کاذب کہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں نے خدا کو خوش کر دیا۔

اے وے لوگو! جن کو صبر اور تقویٰ کی تعلیم دی گئی تھی تمہیں جلد بازی اور بدظنی کس نے سکھلائی۔ کونسا نشان ہے جو خدا نے ظاہر نہ کیا۔ اور کونسی دلیل ہے جو خدا نے پیش نہ کی مگر تم نے قبول نہ کیا۔ اور خدا کے حکموں کو دلیری سے ٹال دیا۔ مَیں اس زمانہ کے حیلہ گر لوگوں کو کس سے تشبیہ دوں۔ وہ اس مکّار سے مشابہ ہیں کہ روز روشن میں آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ سورج کہاں ہے؟ اے اپنے نفس کے دھوکہ دینے والے! اوّل اپنی آنکھ کھول پھر تجھے سورج دکھائی دے دے گا۔ خدا کے مرسل کو کافر کہنا سہل ہے مگر ایمان کی باریک راہوں میں اس کی پیروی کرنا مشکل ہے۔ خدا کے فرستادہ کو دجّال کہنا بہت آسان ہے مگر اس کی تعلیم کے موافق تنگ دروازہ میں سے داخل ہونا یہ دشوار امر ہے۔ ہر یک جو کہتا ہے کہ مجھے مسیح موعود کی پرواہ نہیں ہے اُس کو ایمان کی پرواہ نہیں ہے۔ ایسے لوگ حقیقی ایمان اور نجات اور سچی پاکیزگی سے لاپرواہیں۔ اگر وہ ذرا انصاف سے کام لیں اور اپنے اندرونی حالات پر نظر ڈالیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ بغیر اس تازہ یقین کے جو خدا کے مرسلوں اور نبیوں کے ذریعہ سے آسمان سے نازل ہوتا ہے ان کی نمازیں صرف رسم اور عادت سے ہیں اور ان کے روزے صرف فاقہ کشی ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان نہ تو واقعی طور پر گناہ سے نجات پا سکتا ہے اور نہ سچے طور پر خدا سے محبت کر سکتا ہے اور نہ جیسا کہ حق ہے اس سے ڈر سکتا ہے جب تک کہ اسی کے فضل اور کرم سے اس کی معرفت حاصل نہ ہو اور اس سے طاقت نہ ملے اور یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ ہر ایک خوف اور محبت معرفت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں جن سے انسان دل لگاتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے یا ان سے ڈرتا ہے اور دور بھاگتا ہے یہ سب حالات انسان کے دل کے اندر معرفت کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور نہ مفید ہو سکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور فضل کے ذریعہ سے معرفت آتی ہے۔ تب معرفت کے ذریعہ سے حق بینی اور حق جوئی کا ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور پھر بار بار فضل سے ہی وہ دروازہ کھلا رہتا ہے اور بند نہیں ہوتا۔ غرض معرفت فضل کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعہ سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کر دیتا ہے اور حجابوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے اور نفس امارہ کے گرد و غبار کو دور کر دیتا ہے۔ اور روح کو قوت اور زندگی بخشتا ہے اور نفس امارّہ کو امارگی کے زندان سے نکالتا ہے اور بدخواہشوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے اور نفسانی جذبات کے تند سیلاب سے باہر لاتا ہے۔ تب انسان میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور وہ ابھی گندی زندگی سے طبعاً بیزار ہو جاتا ہے کہ بعد اس کے پہلی حرکت جو فضل کے ذریعہ سے روح میں پیدا ہوتی ہے وہ دعا ہے''۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 219 تا 222)

شوریٰ کا ادارہ خلافت کے بعد دوسرا اہم ادارہ ہے۔ اس کے ہر ممبر کو تقویٰ اور پاکیزگی کا ہر پہلو سے خیال رکھنا چاہئے۔

اپنے اپنے حلقہ میں نماز سینٹرز اور مساجد کو بھریں۔ لوگوں کو نمازوں میں لانے کے لئے پلاننگ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ آسانی کے ساتھ قابل عمل ہو۔ نمازوں میں دلچسپی اور شوق پیدا کرنے کے لئے لوگوں کے اندر احساس پیدا کریں اور دعاؤں سے کام لیں۔

دیہاتی علاقوں میں تبلیغ، انٹرفیتھ مجالس کا انعقاد۔ مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو تبلیغی مساعی میں شامل کرنے اور رشتہ ناطہ کے شعبہ میں کارکردگی کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں نہایت اہم ہدایات۔

(جماعت احمدیہ برطانیہ کی مجلس شوریٰ کے اختتامی اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

(لندن۔24/جون 2007ء) آج سہ پہر چار بجے جماعت احمدیہ برطانیہ کی مجلس شوریٰ کے اختتامی اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرکت فرمائی اور شوریٰ سے خطاب میں نمائندگان کو نہایت اہم نصائح فرمائیں۔ اس سے قبل حضور ایدہ اللہ مسجد بیت الفتوح میں نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد ناصر ہال میں شوریٰ کے ممبران کے ساتھ ظہرانہ میں بھی شامل ہوئے۔

طاہر ہال میں چار بجے حضور انور ایدہ اللہ کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا جو مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ مبلغ سلسلہ نے کی اور ان آیات کا انگریزی میں ترجمہ مکرم بلال ایٹکنسن صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حاضرین سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اللہ کے فضل سے جماعت میں مجلس شوریٰ مستحکم بنیادوں پر استوار ہے۔ جب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ طور پر اس کا آغاز فرمایا، خلفائے جماعت شوریٰ کے اجلاسات کی صدارت کیا کرتے تھے اور شوریٰ کی کارروائی پر ہدایات دیا کرتے تھے۔ تمام پرانے احمدی شوریٰ کا صحیح تصور اپنے ذہنوں میں رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جب انٹرنیشنل شوریٰ کا آغاز فرمایا جو جلسہ کے بعد یہاں ہوا کرتی تھی تو اس کے ذریعہ بھی حضورؒ نے لوگوں کو شوریٰ کا شعور بخشا۔ خود مَیں نے بھی کئی خطبات میں اور گزشتہ سالوں کی شویٰ کے دوران شوریٰ کے تعلق میں کئی باتوں کی وضاحت کی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شوریٰ کا ادارہ خلافت کے بعد دوسرا اہم ادارہ ہے۔ یہ محض ایک دنیوی معاملہ نہیں بلکہ اسے مقدس خیال کیا جاتا ہے اور اس کے ہر ممبر کو تقویٰ اور پاکیزگی کا ہر پہلو سے خیال رکھنا چاہئے۔ جب تک وہ اپنے اعمال میں نیک اور متقی اور اخلاص میں ثابت قدم رہیں گے اور پاکیزگی کو ہر چیز میں اہمیت دیں گے وہ شوریٰ کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کہ خلیفۂ وقت اہم معاملات میں شوریٰ طلب کرتا ہے۔ آپ کو نیکی اور تقویٰ کے ساتھ مشورہ دینا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کوئی مواقع پر کہہ چکا ہوں کہ شوریٰ کے اختتام کے ساتھ شوریٰ کے ممبر شپ ختم نہیں ہو جاتی بلکہ سارا سال قائم رہتی ہے۔ اس پہلو سے بحیثیت ممبر شوریٰ آپ کی مکمل اطاعت اور جماعت کے کاموں میں شمولیت سارا سال برقرار رہنی چاہئے اور پاکیزگی اور تقویٰ کے یہ اعمال ساری زندگی قائم رہنے چاہئیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ اعلیٰ اخلاقی معیار اور تقویٰ کے بلند معیار خدا تعالیٰ کی مدد اور رہنمائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے اس لئے ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ اس کے لئے پانچ وقت کی نماز اور حتی المقدور باجماعت نماز اور نوافل کے ذریعہ کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لئے اپنے اپنے حلقہ میں نماز سینٹرز اور مساجد کو بھریں۔ باجماعت نمازوں کی ادائیگی سے نہ صرف آپ روحانی ترقی حاصل کریں گے بلکہ دوسروں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ چھوڑیں گے۔ حضور نے تاکید فرمائی کہ تمام عہدیداران کو جو یہاں نہیں ہیں انہیں بھی یہ ہدایت پہنچائیں تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے شوریٰ کے تمام ممبران کو ہدایت فرمائی کہ لوگوں کو نمازوں میں لانے کے لئے پلاننگ کے سلسلہ میں اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ آسانی سے قابل عمل ہو۔ بعض دفعہ بعض عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے اتنے پُرجوش ہوتے ہیں کہ وہ زمینی حقائق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ نمازوں میں لوگوں کی دلچسپی اور شوق کو قائم رکھنے کے لئے کوشش کریں لیکن زبردستی نہ کریں بلکہ ان میں احساس پیدا کریں کہ احمدی ہونے کی حیثیت سے ان کے اندر کیا پاک تبدیلیاں پیدا ہونی چاہئیں جن سے وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائیں۔ یہ مثبت تبدیلیاں لانے کے لئے ہمیشہ دعا کریں کہ انہیں ثبات قدم اور استقامت عطا ہو۔

حضور نے فرمایا کہ اس سال کئی جماعتوں میں نئے انتخابات ہوئے ہیں۔ بعض نئے عہدیدار بھی منتخب ہوئے ہوں گے اور بعض پرانے اب عہدیدار نہیں رہے ہوں گے۔ انہیں بھی نئے آنے والوں کے ساتھ مل کر کامل اطاعت وفرمانبرداری کا نمونہ دکھانا چاہئے اور مکمل تعاون کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس سال بھی شوریٰ میں مفید تجاویز آئی ہیں۔ ان میں سے ایک تجویز دیہاتی علاقوں میں تبلیغ پر زور دینے کے لئے تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا فائدہ تب ہوگا اگر تسلسل کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے۔ مسلسل رابطہ بہت اہم ہے۔ ایک دفعہ کام شروع کریں تو اسے انجام تک لے جائیں۔ آج کل کے حالات میں دیہاتی علاقوں میں انٹرفیتھ مجالس کا انعقاد کریں۔ کونسل کے ہالز میں چھوٹی Gathering میں مجالس منعقد کریں۔ آج کی ملٹی کلچرل سوسائٹی میں مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی تبلیغی مساعی میں شامل کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سنا ہے کہ برطانیہ کی ایجوکیشن منسٹری مسلمان بچوں کے لئے اسلامی نصاب تشکیل دے رہی ہے۔ جماعت کو کوشش کرنی چاہئے کہ صحیح اسلامی نصاب بنے۔

حضور انور نے رشتہ ناطہ کے شعبہ کی طرف بھی توجہ دلائی اور اس سلسلہ میں اہم نصائح کرتے ہوئے شعبہ کو اپنے رویّہ میں بہتری پیدا کرنے اور رازداری کو اہمیت دینے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

حضور نے فرمایا کہ والدین کو چاہئے کہ بچپن سے بچوں کو تقویٰ کی تعلیم وتربیت دیں، نظام جماعت کی اہمیت انہیں سمجھائیں اور بڑی عمر میں انہیں بتائیں کہ شادی کے بعد نئے خاندان میں کس طرح زندگی گزارنی ہے۔ حضور نے رشتہ ناطہ کے تعلق میں اہم نصائح پر مشتمل تربیتی سرکلر بھی وقتاً فوقتاً بھیجنے کی نصیحت فرمائی۔

آخر پر حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سب کو بہتر طور پر جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے اجتماعی دعا کروائی اور اس کے ساتھ یہ بابرکت اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ: ابولبیب)

سلمان رشدی کو ''سر'' کا خطاب دیئے جانے پر

اُٹھا ہے پھر سے کوئی ورتمان ، گندہ دہن
کہ جس نے سیکھی نہیں ہے کبھی تمیزِ سُخن
نہیں ہے واقفِ آدابِ شہرِ حرف و قلم
نہیں ہے جس کی متاعِ عزیز حُرمتِ فن

قلم ،جو لفظ کی تقدیس کی ضمانت ہے
قلم،جو سلطنتِ حرف کی امانت ہے
نجانے ہاتھ میں کس نے تھما دیا اُس کے
کہ جس کے ذہن وکفِ دست میں نجاست ہے

عیاں ہوئی ہے سبھی پر سُبک سری اُس کی
بھری ہے زہرِ رقابت سے دشمنی اُس کی
ہوس حصولِ زر و التفاتِ چشمِ عدُو
اسی خمیر سے اُٹھّی نواگری اُس کی

فراتِ خوں میں ہے پھر اضطراب و لہرِ ملال
کہیں پہ قتل کے فتوے، کہیں پہ سر کا سوال
بھڑک رہی ہے برابر اِک انتقام کی آگ
سمجھ میں آئی نہیں ہے اُنہیں عدُو کی یہ چال

اٹھا کے عزّت و ناموسِ مصطفٰیؐ کا علَم
بڑھیں گے آگے غلامانِ شہنشاہِ قلم
نہ کوئی دشنہ و خنجر نہ کوئی تیر و تفنگ
نہ خوفِ حرفِ ملامت ، نہ طلبِ جاہ و حشم

جواب دے کے اُسے لاجواب کر دیں گے
یہ ساری فتنہ گری بے نقاب کر دیں گے
دکھا کے چہرۂ مکر و فریب و کذب و ریا
ہم اس جہاں میں اُسے بے خطاب کر دیں گے

(ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر۔ موروگورو۔تنزانیہ)

"سلام کو رواج دو" (حدیث نبویؐ)

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں سلام کو رواج دینے اور اس کے آداب کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات بیان فرمائے ہیں۔ حضور کی یہ یاددہانی بہت بروقت ہے کیونکہ بعض دفعہ یہ دیکھ کر بہت حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ غیروں کی دیکھا دیکھی ہمارے بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے مہذب افراد بھی مجالس اور گھروں میں السلام علیکم کہے بغیر خاموشی کے ساتھ آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس زمانہ کی مجالس میں ٹیلیفون پر بات چیت کی ایک صورت بھی پیدا ہوئی ہے۔ کئی احباب بجائے اس کے کہ السلام علیکم کہہ کر بات چیت کا آغاز یا خاتمہ کریں یا تو اچانک فون بند کر دیں گے اور دوسری طرف کا مخاطب اسی شش و پنج میں رہے گا کہ پتہ نہیں لائن کٹ گئی ہے یا عمداً بات چیت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اور یا پھر ہیلو، ہائے، بائے بائے، خدا حافظ تک ہی اکتفا کریں گے۔ بیشک وہ غیروں کے ساتھ جو طریق ان کے دوست پسند کرتے ہیں اختیار کریں لیکن اپنوں میں تو اسلامی آداب و کلچر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

السلام علیکم ایک دعا ہے، ایک تحفہ ہے جو ایک بھائی دوسرے بھائی کو پیش کرتا ہے۔ اور اس کا جواب اس سے بہتر یا کم از کم ویسا دینا خدا تعالیٰ کا حکم ہے جیسے فرمایا:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْرُدُّوْهَا ـ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا (النسآء: 87)

اور جب تمہیں کوئی دعا دی جائے تو تم اس سے اچھی دعا دو یا (کم سے کم) اسی کو لوٹا دو۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر کا حساب لینے والا ہے۔

تَحِيَّة کا مادہ حیات ہے جس کے معنے زندگی ہیں۔ اس لئے تَحِيَّة کا مطلب زندگی کی وہ دعا ہے جو ملنے پر ایک دوسرے کو دی جاتی ہے اور اسلام کا تَحِيَّة السلام علیکم ہے۔ جن مسلمانوں نے السلام علیکم کو چھوڑ کر آداب یا ہیلو وغیرہ کے طریق نکالے ہیں وہ سب قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ اسلام نے عام میل جول میں بھی ایک دوسرے کے لئے سلامتی کی دعا مقرر کر دی ہے۔ اس آیت کے مطابق السلام علیکم کے جواب میں اس سے بہتر جواب دینے کا حکم ہے یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو جواب میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ السلام علیکم میں پہل کرنے والا دوسرے کو موقع دے کہ وہ اس سے بہتر دعا دینے کے حکم پر عمل کر سکے۔ اگر کوئی بہتر جواب نہ دے سکے تو کم از کم جواب میں اتنا ہی کہہ دے جتنا اس کو کہا گیا ہے۔ یہ کم از کم حکم ہے۔ جو اس پر عمل نہیں کرتا خدا اس کا حساب رکھتا ہے جس کا جواب مرنے کے بعد دینا ہوگا۔

السلام علیکم کے معنے ہیں تم پر سلامتی ہو۔ یہ لفظ سَلْمٌ اور سَلَامَت سے ہے جس کے معنے ہیں تمام ظاہری و باطنی آفات سے محفوظ رہنا۔ قرآن کریم میں یہ لفظ ظاہری وجسمانی سلامتی کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اور باطنی و روحانی سلامتی کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ ظاہری وجسمانی سلامتی کے معنوں میں قوم موسیٰ کی گائے کے لئے استعمال ہوا ہے مُسَلَّمَةٌ لَاشِيَةَ فِيْهَا (البقرۃ:72) یعنی وہ گائے صحیح سلامت ہے، اس میں کوئی داغ نہیں۔ ظاہری آفات میں بیماریاں، حادثات، جان، مال، آبرو کے خطرات ہیں جن میں انسان ہر وقت گھرا ہوتا ہے۔ باطنی آفات سے سلامتی کے معنوں میں سورۃ الشعراء میں استعمال ہوا ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ـ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (الشعراء:89-90)

یعنی (حساب کے) دن نہ مال نفع دے گا نہ بیٹے (نفع دیں گے) ہاں (وہی نفع پائے گا) جو اللہ کے پاس ایک تندرست دل لے کر آئے گا۔

قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو روحانی لحاظ سے تندرست ہو یعنی تکبر، حسد، بغض اور اخلاقی و روحانی بیماریوں سے پاک ہو۔ دوسرے معنے ہیں کہ وہ خدا کا تابعدار دل لے کر خدا کے حضور حاضر ہو۔ ان دونوں معنوں کے مدنظر جب ہم ایک دوسرے کو السلام علیکم کی دعا دیتے ہیں تو مطلب ہوتا ہے کہ خدا تمہیں ہر تکلیف، دکھ درد، بیماری، حادثہ، بھوک، لاچاری، تکبر، حسد، کینہ، گناہ سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ تم تمام جسمانی، اخلاقی، روحانی بیماریوں اور آفات سے محفوظ رہو۔ سلامتی کا اصل مفہوم خدا کی حفاظت میں رہنا ہے۔

خدا کے وہ پیارے لوگ جو دوسروں کے لئے اپنے زبان اور عمل سے سلامتی بکھیرتے ہیں ان کی وفات کا وقت جب آتا ہے تو خدا کی رحمت کے فرشتے بھی ان کا دوسرے جہان میں السلام علیکم کے ساتھ استقبال کرتے ہیں سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (یٰسین: 59) ان کو سلام کہا جائے گا جو بار بار کرم کرنے والے ربّ کی طرف سے ان کی طرف پیغام ہوگا۔ جنت میں جو گھر ان کو عطا ہوگا وہ بھی دار السلام (سلامتی کا گھر ہوگا) اور اس میں داخلہ کے وقت انہیں فرشتے کہیں گے اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ (الحجر:47) یعنی تم باغوں اور چشموں میں سلامتی اور اطمینان کے ساتھ بغیر کسی خوف کے داخل ہو جاؤ۔

پھر فرمایا جو خدا کی خاطر اپنے آپ کو نیکیوں پر ثابت قدم رکھتے تھے اور برائیوں کی کشش کے خلاف اپنے قدم جمائے رکھتے تھے جنت کے ہر دروازے پر فرشتے داخل ہوتے کہیں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد:25) اے جنتیو! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ تم جو دنیا میں صبر کرتے رہے ہو اس کی وجہ سے تمہیں یہاں داخلہ ملا ہے۔ پس کیا ہی اچھا ہے اس گھر کا انجام۔

جب آنحضرت ﷺ مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو وہاں کئی قبائل کے مسلمان جمع ہو گئے۔ ان میں سے بعض کا تعلق ایسے قبیلوں سے بھی تھا جو صدیوں سے ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے۔ ہر قبیلہ اپنے حسب نسب پر فخر کرتا تھا۔ یہ لوگ دشمنیوں کی آگ کے گڑھے پر تھے اور موقعہ بموقعہ ان میں گرتے رہتے تھے۔ ان کو باہم ایک لڑی میں پرو کر بھائی بھائی بنا دینا آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی کا ایک عظیم معجزہ تھا۔ باہم بھائی بھائی بنانے میں ایک دوسرے کی بھوک مٹانے، سلامتی کی دعائیں دینے اور اندھیری راتوں کی دعاؤں کا بہت دخل تھا۔ آنحضرت ﷺ کی خداداد فراست پر حیرت ہوتی ہے۔ غور کریں کہ مدینہ پہنچ کر جو پہلا فقرہ آپ نے ارشاد فرمایا اس میں ان تینوں باتوں کی تلقین فرمائی گئی تھی۔ ترمذی کی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مولانا غلام باری سیف صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

"يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اَطْعِمُوْا الطَّعَامَ وَافْشُوا السَّلَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ (ترمذی)۔ ترجمہ: اے لوگو کھانا کھلاؤ اور السلام علیکم پھیلاؤ اور اس حالت میں نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

تشریح: مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد سب سے پہلا فقرہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا۔ اس حدیث میں تین ایسی چیزوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو دین و دنیا دونوں آج بھی اُن کی ہو سکتی ہیں۔ یہ ہماری دیرینہ روایات تھیں جنہیں ہم نے بھلا دیا۔ یہ شعار تھے مسلمانوں کے وہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں۔ ہر ملنے والے کو السلام علیکم کہیں اور رات کے پچھلے پہر مصلّے پر کھڑے ہو کر اپنے خدا سے عجز و نیاز کر رہے ہوں"۔

(احادیث الاخلاق۔ از مولانا غلام باری سیف صاحب صفحہ 30)

انصار مدینہ نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کو خوب پلّے باندھ لیا۔ مہاجرین جن کا مدینہ میں کوئی گھر بار نہ تھا، نہ رشتہ دار، نہ کاروبار۔ انہوں نے ان کے کھانے پینے کی ضروریات ایسے رنگ میں پوری کیں کہ باوجود خود بھوکے ہونے کے دوسروں کو کھانا کھلایا اور ایثار کے ایسے نمونے اُن سے ظاہر ہوئے جو چشم فلک نے شاید ہی کبھی دیکھے ہوں۔ وہ نمازوں کے ایسے دلدادہ ہوئے کہ اندھیری راتوں میں اپنے بستروں سے الگ ہو کر نمازوں میں ایک عجیب لذت پانے لگے اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اس کی روح کے ساتھ بکثرت ایک دوسرے سے کہنا ان کا شعار بن گیا۔ خدا نے بھی اس شعار کو عزت بخشی۔ فرمایا کہ السلام علیکم کہنے والے پر بدظنی کر کے اور اسے دھوکہ باز قرار دے کر یہ نہ کہنا کہ تو مومن نہیں ہے۔ جو السلام علیکم کہہ دے اس پر بغیر چھان بین کے دوران جنگ میں بھی حملہ نہیں کرنا۔ گویا السلام علیکم کو صلح کا نشان قرار دے دیا۔ فرمایا يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:95)۔ اے ایماندارو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو چھان بین کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کہے اُسے یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں۔

السلام علیکم کو اسلام کا شعار، علامت قرار دیا گیا ہے۔ اور سلام کہنے والے کو بلا چھان بین غیر مومن نہیں کہا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت کے نہ جایا کرو اور جب جاؤ تو اہل خانہ کو السلام علیکم کہا کرو۔ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا ـ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النور:28) فرمایا اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو (اور داخل ہونے سے پہلے) ان گھروں میں بسنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا اور اس فعل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم (نیک باتوں کو ہمیشہ) یاد رکھو گے۔ اس طریق سے انسان کئی قسم کے گناہوں اور تہمتوں سے بچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم خود اپنے گھروں میں بھی داخل ہوتے وقت گھر والوں کو السلام علیکم کہا کرو۔ چنانچہ فرمایا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً (النور: 62)۔ جب گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں کو سلام کہہ لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے......"۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں السلام علیکم کو ایسی تَحِيَّة (زندگی اور سلامتی کی دعا) قرار دیا ہے جو خود خدا نے مقرر فرمائی ہے اور بہت برکت والی پاکیزہ دعا ہے۔ ہر بار جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگیں تو خدا کے اس حکم کی اطاعت میں السلام علیکم ضرور کہنا چاہئے۔ مومنوں کے لئے مناسب نہیں کہ وہ دوسروں کی نقل میں بغیر سلام کئے چپکے سے گھروں میں آئیں جائیں۔ دن میں سو بار بھی اگر آئیں جائیں تو ہمیں یہ حکم ہے کہ ہر بار السلام علیکم کی دعا دے کر اندر آئیں یا باہر نکلیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جب کسی مجلس میں جاؤ یا اٹھو تو السلام علیکم کرو۔ مجلس، خط و کتابت، ملاقات، ٹیلیفون پر گفتگو یہ سب اپنے یا کسی دوسرے کے گھر میں آنے جانے ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ملاقات کی ہر صورت مجلس کا رنگ رکھتی ہے۔ حدیث ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی مجلس میں جاوے تو وہاں پہنچ کر سلام کرے اور جب وہاں سے واپس آنے کے لئے اٹھے تو بھی سلام کرے۔

(مسلم بحوالہ "پیارے رسول کی پیاری باتیں۔ حضرت میر محمد اسحق صاحبؓ صفحہ 336)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں ہم احمدی مسلمانوں کا شروع ہی سے یہ کلچر بن چکا ہے کہ گھروں اور مجالس میں السلام علیکم کہہ کر داخل ہوتے اور علیحدہ ہوتے ہیں۔ راستے میں ہر ملنے والے کو السلام علیکم کہتے ہیں خواہ وہ واقف ہو یا ناواقف۔ خط کے آغاز میں بھی السلام علیکم لکھتے ہیں اور اس کا خاتمہ بھی والسلام لکھ کر سلام ہی پر کرتے ہیں۔ ٹیلیفون پر گفتگو کا آغاز بھی السلام علیکم سے کرتے ہیں اور اختتام بھی السلام علیکم پر کرتے ہیں۔

لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ السلام علیکم کا پیارا فقرہ دوسروں کے آرام اور عبادت میں مخل نہ ہونے پائے۔ اس بارہ میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث سے رہنمائی ملتی ہے۔ مقدادؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت رسول کریم ﷺ کے لئے دودھ کا حصہ چھوڑ رکھتے۔ پھر

آپ رات کو گھر تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ جو سوتا ہو وہ جاگ نہ پڑتا اور جو جاگتا ہو وہ سن لیتا"۔(مسلم بحوالہ "پیارے رسول کی پیاری باتیں حدیث نمبر 331)

اس لئے کہ اگر گھر میں کچھ لوگ سوئے ہوئے ہوں یا کوئی بیمار سویا ہوا ہو یا مثلاً جمعہ کے روز جب لوگ سنتوں کی ادائیگی میں مشغول ہوتے ہیں تو السلام علیکم زیر لب کہیں۔ بلند آواز سے نہیں کہنا چاہئے۔اس سے مسجد میں شور ہوتا ہے اور نماز میں توجہ ادھر اُدھر ہو جاتی ہے۔

گھر کے بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ افراد خانہ کو السلام علیکم کہنے کی تلقین کرتے رہا کریں۔اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا عمل اس حدیث سے واضح ہے۔

انسؓ سے روایت ہے رسول مقبول ﷺ نے مجھے فرمایا کہ "بیٹا جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ امر تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے بابرکت ہوگا"۔(ترمذی بحوالہ پیارے رسول کی پیاری باتیں حدیث نمبر 332)

آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔"ربعیؓ سے روایت ہے کہ بنی عامر قبیلہ کے ایک شخص نے مجھے سنایا کہ رسول مقبول ﷺ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ باہر جا کر اس شخص کو سکھا کہ اجازت کس طرح مانگتے ہیں اور اس کو کہو کہ السلام علیکم کہہ کر یہ کہے کہ میں اندر آ جاؤں؟۔حضرتؐ نے مجھے اجازت عطا فرمائی تو میں اندر آ گیا۔(ابوداؤد بحوالہ پیارے رسول کی پیاری باتیں حدیث نمبر 339)

ایک اور روایت اسی مضمون کی ہے۔"کلدہ بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور بغیر سلام کئے داخل ہو گئے۔آنحضرت ﷺ نے اسے فرمایا: واپس جاؤ اور کہو: السلام علیکم۔کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟"۔

(ابوداؤد ،ترمذی بحوالہ ریاض الصٰلحین حدیث نمبر 887)

آنحضرت ﷺ نے السلام علیکم کہنے کی اس قدر تاکید فرمائی تھی کہ تم جب بھی ایک دوسرے سے ملو تو السلام علیکم کہو اور کسی معمولی وقفہ سے بھی علیحدہ ہو تو پھر السلام علیکم کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:"جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ملے تو السلام علیکم کہے۔پھر اگر وہ کسی درخت، دیوار یا چٹان کی وجہ سے بھی علیحدہ ہوں تو پھر جب وہ ملے تو اُسے السلام علیکم کہے۔

(ابوداؤد ریاض الصٰلحین حدیث نمبر 864)

اس حکم کا اطلاق آج کل فون وغیرہ کی بات چیت پر بھی ہوتا ہے۔گفتگو کی ابتداء اور اختتام کے علاوہ اگر درمیان میں کسی وجہ سے وقفہ آ جائے تو پھر السلام علیکم کہنا چاہئے۔

غیر مسلموں کو السلام علیکم کہنا منع نہیں۔اگر کسی سوسائٹی، مجلس، بازار، کام کاج کے دوران مسلمان اور غیر مسلمان ملے جلے رہتے ہیں تو سب کو السلام علیکم کہہ دینا سنّت رسول کے عین مطابق ہے۔

اسامہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، بت پرست اور یہود تینوں قوموں کے لوگ ملے جلے تھے۔پس آپؐ نے اہل مجلس کو سلام کیا"۔

(بخاری بحوالہ پیارے رسول کی پیاری باتیں)

مرد بھی عورتوں سے السلام علیکم کر سکتے ہیں۔ اونچی آواز سے بھی اور ہاتھ کے اشارہ سے بھی۔

اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ ہم کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے ہم کو سلام کیا۔

(ابوداؤد بحوالہ "پیارے رسول کی پیاری باتیں حدیث نمبر 333)

نیز حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہی کی روایت ہے کہ "رسول مقبول ﷺ مسجد میں عورتوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا"۔(ترمذی بحوالہ "پیارے رسول کی پیاری باتیں حدیث نمبر 334)

آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ سلام میں پہل کون کرے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوار شخص پیدل کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں"۔ (بخاری مسلم)

صحیح بخاری کی روایت میں یہ بھی ہے کہ چھوٹی عمر والا بڑی عمر والے کو سلام میں پہل کرے۔ (ریاض الصالحین)

بعض لوگ سلام میں پہل کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ہمیشہ یہ توقع کرتے ہیں کہ دوسرے ہی انہیں سلام کریں۔کاش انہیں سلام میں پہل کرنے کا ثواب معلوم ہوتا۔

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر وہ شخص ہے جو دوسروں کو سلام کرنے میں پہل کرے۔(ابوداؤد)

ترمذی میں یہ روایت یوں آئی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ! جب دو آدمی ملیں تو ان میں سے پہلے سلام کون کرے۔تو آپ نے فرمایا" وہ جو خدا کے زیادہ قریب ہو"۔

(ریاض الصالحین حدیث نمبر 862)

یعنی سلام میں پہل کرنے سے خدا کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ جو خدا کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے خدا اس کا رفع فرماتا ہے۔

آنحضرت ﷺ تو بچوں کو بھی سلام کرنے میں پہل فرمایا کرتے تھے۔روایت ہے کہ حضرت انسؓ چند بچوں کے پاس سے گزرے تو آپؓ نے انہیں السلام علیکم کہا۔اور پھر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (بخاری ،مسلم ،ریاض الصالحین نمبر 607)

خاکسار راقم گواہ ہے کہ قادیان دارالامان میں ایک دوسرے کو سلام کرنے کا غیر معمولی طور پر کثرت سے رواج تھا۔ بڑی عمر کے بزرگ بھی بچوں کو سلام کرتے تھے اور اس امر میں سب سے نمایاں وجود حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کا تھا۔خاکسار کو بھی تجربہ ہے اور وہ نظارے آنکھوں کے سامنے ہیں کہ ہم بچے تھے۔حضرت مولوی صاحب باوجود غض بصر اور نیچی نگاہوں کے ہماری موجودگی محسوس کر کے قبل اس کے کہ ہم سلام کرتے وہ ہمیں پہلے ہی السلام علیکم کہہ دیتے ۔ حضرت مولوی صاحب کو لوگ فرشتہ کہا کرتے تھے کیونکہ آپ کے متعلق عام تاثر یہی تھا کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ بلاشبہ وہ قرب الٰہی میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور سلام میں پہل کرنے والے کا جو روحانی مقام آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے وہ اس بات پر شاہد ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدا اور اس کے رسول کے احکام جو سلام کو رواج دینے کے بارہ میں ہیں بیان کر کے ایک اہم امر کی طرف توجہ مبذول فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اپنے گھروں، بازاروں، مساجد، مجالس، میل ملاقات اور باہم گفتگو میں خواہ بالمشافہ ہو یا ٹیلیفون پر خلوص دل کے ساتھ معنے سمجھ کر باہم السلام علیکم کو خوب رواج دیں اور اسے اپنی نسلوں میں بھی جاری کر دیں۔تا جب ہمارا واپسی کا وقت آئے تو خدا کی رحمت کے فرشتے بھی السلام علیکم کی مبارک دعا ہی سے ہمارا استقبال کریں اور ہم گنہگاروں کا شمار بھی ان خوش نصیبوں میں ہو جن کے بارہ میں خدا نے فرمایا:

"اور جو لوگ تقویٰ کرتے ہیں ان کو جنت کی طرف گروہ در گروہ دھکیل کر لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ جنت تک پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور اس کے داروغے ان سے کہیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ کہ تم پر ہمیشہ سلامتی ہو تم بڑی اچھی حالت کو پہنچے ہو۔پس تم اس جنت میں داخل ہو جاؤ۔اس فیصلہ کے ساتھ کہ تم ہمیشہ اس میں رہو گے"۔(الزمر :74)

اے خدا اپنے فضل سے ایسا ہی کر۔آمین

بقیہ:امن کانفرنس از صفحہ نمبر 16

امام راشد صاحب نے سب سے پہلے اسلام کی تعلیمات ازروئے قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ سے ثابت کیا کہ اگر انسان ان تعلیمات پر عمل کرے تو سوسائٹی میں مکمل امن قائم ہو سکتا ہے۔اسلام قیام امن کے ہر پہلو کو بڑی وضاحت سے بیان کرتا ہے۔آپ نے بتایا کہ لفظ امن انگریزی زبان میں پانچ حروف Peace سے مل کر بنتا ہے۔آپ نے کہا کہ مثلاً Peace کا پہلا حرف P ہے اور اس سے Prayer بھی بنتا ہے۔اور اسلام نے دعا، خدا تعالیٰ پر یقین، اطاعت اور ذکر الٰہی پر زور دیا ہے اور یقیناً دعا اور ذکر الٰہی پر زور دینے والا کبھی بھی بدامنی پھیلانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

اسی طرح مکرم امام صاحب نے باقی حروف کے ساتھ اسلامی تعلیم کو منسلک کر کے بتایا کہ اگر لوگ خدا تعالیٰ پر یقین کریں، اس پر ایمان لائیں، اس کی اطاعت کریں اور دعائیں کریں نیز انسان کو بحیثیت انسان برابر سمجھیں، مکمل انصاف کریں، باہمی تعاون تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کے تحت کریں اور سب کے ساتھ حسن سلوک کریں تو بلاشبہ یہ سوسائٹی ایک پُر امن سوسائٹی بن جائے گی۔

اس کے بعد محترم امام صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے بارہ میں قرآن کریم کے حوالے پیش کئے اور بتایا کہ مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ وہ دیگر انبیاء کرامؑ کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لائے۔

آخر پر مکرم امام صاحب نے اہالیان قصبہ کا ان کے تعاون پر شکریہ ادا کیا جس کے بعد صدر مجلس نے حاضرین کو دعوت کلام یا اگر ان کے ذہن میں کوئی سوال ہو تو دریافت کرنے کی دعوت دی۔جس پر سکاٹش پارلیمنٹ کی ممبر Linda Fabioani (MSP) نے مختصر خطاب کیا اور مقررین اور بالخصوص مکرم امام صاحب کے خطاب کو سراہا اور اس امن کانفرنس کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ اس طرح کی میٹنگز کے ذریعہ سے بین المذاہب فاصلوں کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔

اس کے بعد مقامی کونسلر Mr.James Malloy نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کو اپنے علاقہ میں خوش آمدید کہتا ہوں اور اپنے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔اور اس کانفرنس کے انعقاد پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور امید کرتا ہوں کہ جماعت اس سلسلہ کو جاری رکھے گی۔

مندرجہ بالا شخصیات کے بعد فلور سے ایک خاتون نے سوال کیا کہ کیا میں جان سکتی ہوں کہ آپ نے اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے اس قصبہ کا انتخاب کیوں کیا؟ جس کے جواب میں محترم عبدالغفار صاحب عابد ریجنل امیر نے بتایا کہ ہم اس طرح کی میٹنگز گلاسگو میں تو کرتے رہتے ہیں اب ہم نے اس فیض کو عام کرنے کے لئے جب دیہات کا سروے کیا تو اس قصبہ کو سب سے پہلے اس لئے منتخب کیا کہ ہمیں اس قصبہ کے لوگ بہت ہی فہمیدہ اور چنیدہ محسوس ہوئے اور ہم نے اس کو سچ پایا۔اس جواب سے محفل بہت محظوظ ہوئی۔

ایک سوال انسان کے گنہگار ہونے اور گناہ کو ورثہ میں پانے کے بارہ میں کیا گیا جس کا جواب محترم امام صاحب نے نہایت مدلل طور پر دیا اور حاضرین سے سوال کیا کہ ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو لوگ اسے معصوم بچہ کہتے ہیں مگر بدقسمتی سے موجودہ عیسائیت اس کو گنہگار بچہ کہتی ہے۔کیا یہ انصاف ہے؟ اکثریت نے نفی میں جواب دیا۔

اس سوال کا جواب عیسائی مقرر Mr.Lewis نے یہ دیا کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ ہر بچہ گنہگار پیدا ہوتا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ انسان گناہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور وہ گناہ کر سکتا ہے۔

یہ سلسلہ سوال و جواب چالیس منٹ تک چلتا رہا۔ جس کے بعد مکرم پاشا دانیال صاحب سیکرٹری تبلیغ گلاسگو نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد محترم امام صاحب نے دعا کروائی۔دعا کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس کانفرنس میں ایک سو کے لگ بھگ احباب نے شرکت کی جن میں سے 28 سکاٹش مہمان غیر مسلم تھے۔

الحمدللہ کے اس بھرپور کانفرنس کے بعد معزز مہمانوں نے بہت عمدہ، مثبت خیالات کا اظہار کیا اور مقامی اخبار نے صفحہ اول سے آغاز کر کے تفصیلی خبر اور تصاویر شائع کیں۔

اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں مکرم پاشا دانیال صاحب، مکرم ملک محمد انور صاحب، مکرم احمد کناڈو صاحب، مکرم عمران احمد صاحب، مکرم عبدالصمد خان صاحب، مکرم محمد اکبر صاحب اور مکرم خالد احمد بھٹی صاحب نے بہت محنت کی۔اللہ تعالیٰ ان سب کو اور ان تمام احباب کو جو مختلف اوقات میں تبلیغی مہمات میں خدمت انجام دیتے رہے جزائے خیر سے نوازے۔آمین

خطبہ جمعہ

سُودی قرض کی لعنت گھروں کو برباد کرنے کا باعث بنتی ہے۔

احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں تو اس سے بہت زیادہ بچنا چاہئے۔

متقی کے لئے خداتعالیٰ کبھی ایسا موقع نہیں بناتا کہ وہ سُودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لئے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں۔

انسان کو چاہئے کہ اپنے معاش کے طریق میں پہلے ہی کفایت شعاری مدنظر رکھے تا کہ سُودی قرضہ اٹھانے کی نوبت نہ آئے۔

ایسے لوگ جن کا پیسہ پڑا رہتا ہے وہ اپنے پیسے کو رکھنے کی بجائے ان لوگوں کے ساتھ جن میں کاروباری صلاحیت ہو کاروبار میں لگائیں۔

جوتم قرض دیتے ہو اس میں بھی قرض لینے والے کے معاشی حالات کا خیال رکھا کرو۔

کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

(سُود کی مناہی اور معاشرے کے جھگڑوں اور فسادوں کو ختم کرنے اور سلامتی اور امن اور پیار اور صلح کو پھیلانے کے لئے مالی لین دین و تجارتی معاہدات اور قرض وغیرہ لینے اور دینے سے متعلق اسلامی تعلیم کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 15؍جون 2007ء بمطابق 15؍احسان 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج بھی مَیں گزشتہ خطبہ والے مضمون کو ہی جاری رکھوں گا کہ معاشرے کے جھگڑے اور فسادوں کو ختم کرنے اور سلامتی اور امن اور پیار اور صلح کو پھیلانے کے لئے مالی لین دین کے معاہدے، تجارتی معاہدے یا قرض وغیرہ لینا دینا ہو تو کس طرح ہونے چاہئیں، اسلامی تعلیم ہمیں اس بارے میں کیا تعلیم دیتی ہے۔

گزشتہ خطبہ میں اس سلسلہ میں سود کا ذکر ہو رہا تھا کہ سود بھی ایک ایسی چیز ہے جو معاشرے میں فساد پھیلانے کی وجہ بنتا ہے اور سود کی بڑی شدت سے اللہ تعالیٰ نے مناہی فرمائی ہے۔ اس ضمن میں قرآنی احکامات کیا ہیں وہ ہم دیکھیں گے۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سود لینے والوں کو اپنے سے جنگ کرنے والا ٹھہرایا ہے۔ پس یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کا ہر قسم کے شر سے بچ کر رہنا اور سلامتی میں رہنا اور سلامتی پھیلانا بہت زیادہ پسند ہے۔ جبکہ سود کے ایسے بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں اور بعض مثالیں ایسی ہوتی ہیں کہ بعض اوقات دیکھتے ہی دیکھتے سودخوروں کے ہاتھوں ایک اچھا بھلا صاحب جائیداد آدمی دیوالیہ ہو جاتا ہے اور دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ ہنستا بستا گھر مایوسیوں اور محرومیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ پھر ان کے بچے بھی انتہائی کسمپرسی میں زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ سب اگر مسلمانوں کے گھروں میں ہو تو اس لئے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے واضح حکم کے باوجود کہ یہ چیز نہ کرو اس کی نافرمانی کرتے ہیں اور بعض دفعہ یہ سود کی رقم معمولی اور غیرضروری اخراجات کے لئے لی جاتی ہے، تو جہاں اللہ تعالیٰ نے سودخوروں کو وارننگ دی ہے کہ ضرورتمندوں کی مجبوریوں سے فائدہ نہ اٹھاؤ وہاں قرض لینے والوں کے لئے بھی وارننگ ہے کہ بلاوجہ کے قرضوں میں مبتلا ہو کر اپنا اور اپنے گھر والوں کا امن اور سکون برباد نہ کرو۔

میرے علم میں ہے کہ بعض لوگ مثلاً لندن آتے ہیں اور سودخوروں سے سود پر قرض لے لیتے ہیں۔ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو نیک مقصد کے لئے، جلسہ پر آنے کے لئے یہ قرض لے کر آئے ہیں تو یہ بالکل غلط بات ہے۔ یہ تو اپنے آپ کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ اگر حج کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر وسائل نہ ہوں تو نہ کرو تو یہ بالکل غلط چیز ہے کہ یہ بہانے بنا کر آ جاتے ہیں، اَور مقصد بھی ہوتے ہوں گے۔ تو اس لحاظ سے اپنے آپ کو دھوکے میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ ابھی بھی جلسہ ہو رہا ہے، انشاء اللہ لوگ آئیں گے تو جن کے وسائل ہیں انہی کو آنا چاہئے۔ بلاوجہ کے قرض اپنے اوپر چڑھا کر آنے کا کوئی مقصد نہیں ہے کیونکہ اس سے نہ صرف اپنے آپ کو دھوکے میں ڈال رہے ہوتے ہیں بلکہ حکم کی نافرمانی کر کے سلامتی سے بھی اپنے آپ کو محروم کر رہے ہوتے ہیں اور اگر حالات کی وجہ سے بروقت ادائیگی نہ ہو سکے تو خود بھی مشکل میں گرفتار ہو جاتے ہیں، اپنے بیوی بچوں کو بھی مشکل میں گرفتار کر رہے ہوتے ہیں۔ گھروں کا سکون برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ یا جو صاحب حیثیت ہیں وہ یہ کر سکتے ہیں کہ پھر اس طریقہ پر عمل کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے کہ سارا سال رقم جوڑتے رہیں تا کہ بوجھ محسوس نہ ہو۔

اور پھر بعض اور موقعوں پر بھی لوگ جو غیرضروری اخراجات کے لئے قرض لے لیتے ہیں، یعنی شادی، بیاہ وغیرہ پر رسوم و رواج کے لئے۔ پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں تو قرض کی لعنت بہت زیادہ ہے اور غریب ملکوں میں بھی ہے۔

گزشتہ دنوں پاکستان کے حوالے سے ایک خبر تھی۔ پنجاب گورنمنٹ نے اسمبلی میں ایک بل پیش کیا ہے، پتہ نہیں پاس ہو گیا ہے یا نہیں کہ سودی کاروبار کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے گی۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے لیکن مسلمان ملک ہونے کی حیثیت سے پاکستان کے اپنے مالی نظام کو بھی سود کی لعنت سے پاک ہونا چاہئے، اس کے لئے بھی ان کو کوشش کرنی چاہئے۔

بہرحال سودی قرض کی یہ لعنت گھروں کو برباد کرنے کا باعث بنتی ہے۔ احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں تو اس سے بہت زیادہ بچنا چاہئے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

سامنے کسی نے ذکر کیا کہ بعض مجبوریاں ایسی ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے سودی قرضے لینے پڑ جاتے ہیں۔ تو ہم اس پر کیا کریں؟ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ:

''جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے، خدا اس کا کوئی سبب پردہ غریب سے بنا دیتا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے کہ متقی کے لئے خدا تعالیٰ کبھی ایسا موقع نہیں بناتا کہ وہ سُودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ یاد رکھو جیسے اور گناہ ہیں مثلاً زنا، چوری ایسے ہی یہ سُود دینا اور لینا ہے۔ کس قدر نقصان دِہ یہ بات ہے کہ مال بھی گیا، حیثیت بھی گئی اور ایمان بھی گیا۔ معمولی زندگی میں ایسا کوئی امر ہی نہیں کہ جس پر اتنا خرچ ہو جو انسان سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ مثلاً نکاح ہے اس میں کوئی خرچ نہیں۔ طرفین نے قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ بعد ازاں ولیمہ سنت ہے۔ سو اگر اس کی استطاعت بھی نہیں تو یہ بھی معاف ہے۔ انسان اگر کفایت شعاری سے کام لے تو اس کا کوئی بھی نقصان نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لئے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں جو ان کی تباہی کا موجب ہے۔ دیکھو سود کا کس قدر سنگین گناہ ہے۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں؟ سؤر کا کھانا تو بحالت اضطرار جائز رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (البقرۃ:174) یعنی جو شخص باغی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اللہ غفور رحیم ہے۔ مگر سود کے لئے نہیں فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے بلکہ اس کے لئے تو ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (البقرۃ:279-280) اگر سود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان ہے۔ .... مسلمان اگر اس ابتلا میں ہیں تو یہ ان کی اپنی ہی بدعملیوں کا نتیجہ ہے۔ ...... انسان کو چاہئے کہ اپنے معاش کے طریق میں پہلے ہی کفایت شعاری مدنظر رکھے تا کہ سُودی قرضہ اٹھانے کی نوبت نہ آئے جس سے سُود اصل سے بڑھ جاتا ہے۔ ...... پھر مصیبت یہ ہے کہ عدالتیں بھی ڈگری دے دیتی ہیں۔ مگر اس میں عدالتوں کا کیا گناہ۔ جب اس کا اقرار موجود ہے تو گویا اس کے یہ معنی ہیں کہ سود دینے پر راضی ہے''۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 434-435 جدید ایڈیشن)

ہمارے ہاں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ایک بڑے طبقے میں غیر ضروری اخراجات کے لئے قرض لیا جاتا ہے، اس بات کی نشان دہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔ مثلاً نکاح پر غیر ضروری خرچ ہے، شادی ولیمہ پر غیر ضروری خرچ ہے، جماعت کے ایک طبقے میں بھی دنیا دکھاوے کی وجہ سے غیر ضروری اخراجات ہوتے ہیں۔ جماعت میں جو شادی کے لئے امداد دی جاتی ہے اور ایک Reasonable قسم کی رقم دی جاتی ہے کہ سادگی سے شادی ہو سکے۔ مگر بعض لوگ اس طرح پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ ہمیں نکاح اور ولیمے کے لئے بھی اتنی اتنی رقم چاہئے۔ اگر امداد نہیں مل سکتی تو قرض دے دیا جائے جبکہ جانتے ہیں کہ ان میں قرض واپس کرنے کی طاقت نہیں ہوتی، وقت مقررہ پر ادا نہیں کر سکتے۔ پھر درخواستیں شروع ہو جاتی ہیں کہ اگر جماعت نہ دے تو ہم اِدھر اُدھر کہیں سے لیں گے اور جب لیتے ہیں تو پھر قرض کو اتارنے کے لئے مدد کی درخواستیں شروع ہو جاتی ہیں۔ تو یہ ایک سلسلہ ہے جب قرض بلا ضرورت لیا جاتا ہے تو اس کو یہ کہنا چاہئے کہ وہ ایک شیطانی چکر میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر گھروں کا سکون برباد ہوتا ہے۔ قرضوں کے بعد جو حالت ہوتی ہے اس سے طبیعتوں میں چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ میاں بیوی بچوں کے تعلقات خراب ہو رہے ہوتے ہیں۔ گھروں میں ظلم ہو رہے ہوتے ہیں تو ایک عارضی خوشی کی خاطر وہ اپنے آپ کو مشکلات میں گرفتار کر لیتے ہیں چاہے بغیر سود کے ہی قرض لے کر کر رہے ہوں لیکن سود کا قرض لینا تو بالکل ہی لعنت ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سؤر کھانے کی تو بھوک کی حالت میں، اضطرار کی حالت میں جب انسان بھوک سے مر رہا ہو، اجازت ہے لیکن سود کی تو بالکل اجازت نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو سود پر قرض لینے والوں کو بھی اس زمرہ میں رکھا ہے جو خدا سے جنگ کرتے ہیں اور سود پر قرض دینے والا تو کھڑا ہی خدا کے حکم کے خلاف ہے۔

بعض لوگ اپنا پیسہ، اپنی رقم معین منافع کی شرط کے ساتھ کسی کو دیتے ہیں کہ ہر ماہ یا چھ ماہ بعد یا سال بعد اتنا منافع مجھے ادا ہو گا۔ تو یہ بھی سود کی ایک قسم ہے۔ یہ تجارت نہیں ہے بلکہ تجارت کے نام پر دھوکہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کی جو تعریف فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ''ایک شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے''۔ ایک اور جگہ فرمایا یا کسی کو رقم دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے، تو فائدہ مقرر کرنا یا منافع مقرر کرنا سود کی شکل ہے۔ آپؑ نے فرمایا ''یہ تعریف جہاں صادق آوے گی وہ سود کہلاوے گا''۔ پس اس تعریف کے لحاظ سے منافع رکھ کر یعنی پہلے سے منافع معین کر کے کسی کو قرض دینا یا رقم دینا یا تجارت میں لگانا، یہ سب چیزیں سود ہیں۔ نفع نقصان پہ جو آپ لگاتے ہیں جو اسلام کا حکم ہے وہ ٹھیک ہے، وہ جائز ہے، وہ تجارت ہے۔ تو ایسے لوگ جو تجارت اور سود کو ایک ہی طرح سمجھتے ہیں، قرآن نے ان کو سخت غلطی خوردہ بتایا ہے اور ایسے لوگوں کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ۔ وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ۔ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ:276) کہ وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوتے مگر ایسے جیسے وہ شخص کھڑا ہو جسے شیطان نے اپنے مس سے حواس باختہ کر دیا ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے کہا یقیناً تجارت سود ہی کی طرح ہے جبکہ اللہ نے تجارت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پس جس کے پاس اس کے ربّ کی طرف سے نصیحت آ جائے اور وہ باز آ جائے تو جو پہلے ہو چکا وہ اسی کا رہے گا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اور جو کوئی دوبارہ ایسا کرے تو یہی لوگ ہیں جو آگ والے ہیں۔ وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

پس یہ نقشہ ہے سُود لینے والوں کا کہ مفت کی کمائی سے ان کے دل اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ دوسرے کے جذبات کا خیال نہیں رہتا۔ اگر ایک غریب کسان یا مزدور اپنی فصل خراب ہونے کی وجہ سے یا گھر کے بعض غیر معمولی اخراجات ہونے کی وجہ سے قرض واپس نہیں کر سکا تو ایسے شخص کو اس غریب کا کوئی خیال نہیں ہوتا جس کا سُود لینے پر دل سخت ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کو صرف اپنے پیسے سے غرض ہوتی ہے اور اگر نہیں ادا کر سکتے تو پھر اس رقم پر سُود دَر سُود چلتا چلا جاتا ہے اور غریب پستا چلا جاتا ہے۔

پس قرآن کریم میں مسلمانوں کے لئے یہ جو حکم ہے کہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اسلام مواخات کے ذریعے سے، بھائی چارے کے ذریعہ سے امن اور سلامتی پھیلانا چاہتا ہے اور مواخات کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب غریب کا خیال رکھا جائے، اس پر بلا وجہ کا بوجھ نہ ڈالا جائے، بلکہ آسان شرائط پر اس کی ضرورت پوری کی جائے۔ بلکہ زیادہ مستحسن یہ ہے کہ ایسے لوگ جن کا پیسہ پڑا رہتا ہے وہ اپنے پیسے کو رکھنے کی بجائے لوگوں کے ساتھ جن میں کاروباری صلاحیت ہو، کاروبار میں لگائیں۔

بعض مسلمان ملکوں میں اب غیر سودی قرض کی سہولتیں دی جا رہی ہیں بلکہ یہاں بھی اسلامک بینکنگ (Islamic Banking) کے نام سے غیر سودی قرضے متعارف ہو رہے ہیں (گو ابھی اس کی ابتدا ہی ہے) اور ہمارے احمدی، احمد سلام صاحب، جو ڈاکٹر سلام صاحب کے بیٹے ہیں، انہوں نے بلا سودی بینکاری پر کافی کام کیا ہے۔ تو ان مغربی ممالک میں بھی ایسے احمدی جن میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ بنک کی شرائط پوری کرتے ہیں اور کاروبار بھی کرنا جانتے ہوں یا ان کے کچھ کاروبار ہوں تو انہیں اپنے کاروبار اس طرح کے قرض لے کر بنانے اور بڑھانے چاہئیں۔ اس طرح جہاں وہ سود سے پاک کاروبار کریں گے وہاں اللہ تعالیٰ کی برکتوں کو سمیٹنے والے بھی ہوں گے اور اپنے معیار زندگی کو بہتر بنانے والے بھی ہوں گے۔ ان میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی استطاعت بھی بڑھے گی۔ اگر ایسا کاروبار ہو گا جس میں ملازمین رکھنے کی گنجائش ہے تو ملازمین رکھ کر چند بے روزگاروں کو روزگار بھی مہیا کر رہے ہوں گے۔ یہاں اب اس طرف کافی توجہ پیدا ہو رہی ہے، شاید یورپ اور اور جگہوں میں بھی ہو، اس لئے احمدیوں کو بھی اس طرف کوشش کرنی چاہئے۔

بہر حال متعلقہ جماعتوں کو اپنے اپنے ملکوں میں معلومات اکٹھی کر کے جماعت کے افراد کو بھی معلومات دینی چاہئیں تا کہ اپنے بھائیوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانے والے بن سکیں اور بعض گھروں میں معاشی بدحالی کی وجہ سے جو بے چینی ہے اس کو دور کرنے والے بن سکیں۔

میرے گزشتہ خطبے کے بعد بھی کئی لوگوں نے سود سے ڈر کر مجھے خط لکھے کہ ہم نے سود پر گھر لیا ہوا ہے یا فلاں چیز سود پر ہے، جائز ہے یا نہیں؟ تو خدا تعالیٰ نے سود کو ناجائز قرار دیا ہے اور یہی فرمایا ہے کہ جب تمہیں نصیحت آ جائے تو اس پر عمل کرو اور ایک احمدی جو ہر وقت قرآن کریم پڑھتا ہے اس کو تو پتہ ہی ہے۔ بہر حال لوگوں نے اب بعض سوال اٹھائے ہیں۔ یہاں مکانوں کی مورگیج (Mortgage) ہے تو اس میں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کچھ مالی نظام ایسا ہے جس میں ایسا زیروزبر ہوا ہے کہ نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے عموماً جماعت اس بات کی اجازت دیتی ہے، پہلے خلفاء بھی

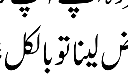
SHAHEEN REISEN
Authorised Agent

ہمارے معزز کرم فرماؤں کے لئے خوشخبری

آپ دنیا بھر کی کسی بھی ائرلائن کی ٹکٹ ہماری جدید ترین Ticket-Druckmaschine سے فوری پرنٹ کروائیں۔
نیز ہمارے پاس جرمنی کے کسی بھی ائرپورٹ پر ایمرجنسی کی صورت میں چند لمحوں میں ٹکٹ پہنچانے کا بندوبست موجود ہے۔
اس کے علاوہ آپ بذریعہ ٹیلی فون اور E-Mail سیٹ بک کروا کر گھر بیٹھے اپنی OK ٹکٹ بذریعہ ڈاک حاصل کریں۔
جلسہ سالانہ UK کے لئے پرواز کرنے اور فیری کے ذریعہ سفر کرنے والوں کے لئے انتہائی مناسب ریٹ پر بکنگ جاری ہے۔
براہ مہربانی مزید معلومات کے لئے نئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شکریہ

Tel: 06151-36 88 525 **Fax: 06151-36 88 526**
Siemens str - 6 , 64289 Darmstadt - Germany **shaheen-reisen@gmx.de**

دیتے رہے کہ مورگیج پر مکان لے لیا جائے۔ تو اس بارے میں مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر تو کم و بیش کرائے کی رقم کے برابر مکان کا مورگیج ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کچھ عرصہ بعد پھر قیمت بڑھتی ہے اور جو عقل رکھتے ہیں، جن کو فکر ہوتی ہے وہ اپنے مکان بیچ کر دوسرے علاقے میں لے لیتے ہیں اور بنک کی رقم سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ یہاں اس شرط کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رہائش کا مکان ہو تو اس کے لئے اجازت ہے۔ کاروبار کے لئے یہ اجازت نہیں ہے۔ اس لئے جو وصیت کرنے والے ہیں ان کی وصیتوں پر بھی اسی نظریہ سے مورگیج کے مکان شامل کر لئے جاتے ہیں۔ بہرحال اگر بعض علمی لوگ تحقیق کرنے کا شوق رکھتے ہیں تو اس بارے میں اگر ان کے سامنے کوئی اَور پہلو آئے تو مجھے بتائیں اور تحقیق کریں تا کہ اس بارے میں مزید پتہ لگ سکے۔

اسلام جیسا کہ مَیں نے کہا مؤاخات سے پُر معاشرے کے قیام اور ہر قسم کے جھگڑوں سے پاک معاشرے کے قیام اور صلح و صفائی اور سلامتی پھیلانے والے معاشرے کے قیام کے بارے میں توجہ دلاتا ہے۔ ایک تو ہم دیکھ آئے ہیں کہ سود کی بڑی سختی سے مناہی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ سود کی وجہ سے بعض جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب تم کسی کو قرض دیتے ہو تو اگر اس کے حالات بہتر نہیں ہیں تو اس کے حالات بہتر ہونے تک اسے مہلت دو۔ فرماتا ہے وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ۔ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:281) اور کوئی تنگ دست ہو تو اسے آسائش تک مہلت دینی چاہئے اور اگر تم خیرات کر دو تو یہ تمہارے بہت اچھا ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

پس سود کا تو سوال ہی نہیں ہے جو کسی قسم کے زائد مطالبات تم کر سکو۔ جو تم قرض دیتے ہو اس میں بھی قرض لینے والے کے معاشی حالات کا خیال رکھا کرو کیونکہ ایک دوسرے کا اس طرح خیال رکھنا آپس کی محبت اور پیار کو بڑھانے والا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ مقروض کی تنگدستی کا ہمیشہ خیال رکھو اور اگر دینے والے کی اتنی کشائش ہے کہ مجبور شخص کا قرض معاف کیا جا سکے (اگر اس کی حقیقی مجبوری ہے) تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ بھی کرو۔ تمہارا یہ فعل تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہوگا۔

یہاں مَیں ضمناً یہ بھی کہہ دوں کہ پہلے مَیں نے احمدی وکلاء کو بھی کہا تھا، بعض اسائلم (Asylum) کے کیس آتے ہیں تو احمدی وکلاء جو فیس چارج کرتے ہیں اس کو ذرا اتنی رکھا کریں کہ اس بیچارے شخص کو بالکل ہی مقروض نہ کر دیا کریں یا کم از کم یہ شرط ہو کہ اگر تمہارا کیس پاس ہو جاتا ہے تو اس کے بعد جب تمہیں کام مل جائے گا تو اس وقت معاہدے کے مطابق اتنی فیس دے دینا۔ لیکن بہرحال کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا، کسی جگہ بھی ہو، اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے حصہ لینا ہے تو اپنے مقروض بھائیوں سے شفقت سے پیش آؤ اور انہیں فائدہ پہنچاؤ اور یہ فائدہ ہی تمہیں پھر اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے والا بنائے گا۔ ایک مسلمان کو اور خاص طور پر ایک احمدی کو اس طرف نظر رکھنی چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالی لحاظ سے کسی پر فضلیت بخشی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی شکر گزاری کا حقیقی طریق یہ ہے کہ مالی لحاظ سے کمزور بھائیوں کی مدد کی جائے۔ اگر سخت رویّہ رکھو گے تو پھر یاد رکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ طاقتور ہے اور تمہارے سے بھی سختی کر سکتا ہے۔ پس اللہ کا خوف اور اس کا تقویٰ انتہائی اہم چیز ہے۔

ایک مسلمان جو کسی حکم پر عمل نہیں کرتا اور ایک غیر مسلم جو کسی نیکی پر عمل نہیں کر رہا ہوتا دونوں برابر ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا موازنہ کرتے ہوئے اس طرح مثال دیتے ہیں کہ ایک غیر مسلم جو ہے وہ تو عاق شدہ بچے کی طرح ہے جس کو ماں باپ نے عاق کر دیا ہو۔ اگر وہ نافرمان ہو چکا ہے اور باپ کی بات نہیں مانتا تو باپ نے اس سے تعلق توڑ لیا ہے۔ وہ جو بھی کرتا رہے اس کے باپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن ایک مسلمان کی مثال ایک ایسے بچے کی طرح ہے جو فیملی ممبر ہے۔ اگر وہ کوئی حرکت کرتا ہے تو پھر اسے سزا بھی ملتی ہے۔ اگر غلط کام کرے گا تو اس مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جہان میں بھی سزا مل سکتی ہے اور اگلے جہان میں بھی سزا مل سکتی ہے یا دونوں جگہ جس طرح اللہ چاہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ چھوٹ دی ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود نہیں پکڑا تو یہ اس لئے ہے کہ اصلاح کر لو تا کہ سزا سے بچ سکو۔ اس بارہ میں جو حکم ہے کہ اپنے بھائیوں کا خیال رکھو تو چاہئے کہ اپنے بھائیوں کو تنگی میں مبتلا کرنے کی بجائے ان کے لئے آسانیاں پیدا کرو، ان کے لئے سہولت پیدا کرو تا کہ سلامتی پھیلانے کی وجہ سے غریب کی دعائیں لینے والے بنو، اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے بنو۔ اور مقروض کو بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مطلب نہیں کہ کسی نے قرض دے دیا تو پھر کہہ دیا کہ میرے پاس کشائش نہیں۔ اس کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب کسی معاہدے کا وقت مقرر کیا ہے تو اس معاہدے کو نبھانا ضروری ہے۔ پھر بہانے بنانے کی بجائے جس طرح بھی ہو قرض اتارنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر توفیق نہیں تو پھر سچائی پر قائم رہتے ہوئے ساری صورت حال سے اپنے قرض دینے والے کو آگاہ کرنا چاہئے، اس سے مہلت لینی چاہئے اور یہی چیزیں ہیں جو دونوں کو، قرض لینے والے کو بھی اور قرض دینے والے کو بھی آپس میں صلح و صفائی سے رہنے اور پیار میں بڑھانے والی ہوں گی۔ اگر ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش کریں گے تو خاص طور پر جو مقروض ہے اُسے یہ خیال نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس لئے بخش دے گا کہ مَیں غریب ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سچائی کو چھپانے والا جھوٹا ہے اور جھوٹا ہمیشہ خدا کے مقابلے پر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔

اگر قرض دینے والا یہ سوچ کر کہ اگر مَیں مقروض کی جگہ ہوتا اور حالات خراب ہوتے تو کیا مَیں نرمی کی توقع نہ رکھتا؟ مہلت کی توقع نہ رکھتا؟ اس طرح اپنے مقروض سے معاملہ کرے اور اسی طرح جو قرض لینے والا ہے اگر یہ سوچ کر کہ اگر مَیں قرض دینے والا ہوتا تو کیا مَیں دھوکہ دینے والے مقروض کو برداشت کر سکتا؟ اپنے قرض لینے والے سے اس طرح معاملہ کرے تو دونوں طرف کی یہ سوچیں پھر مثبت نتیجہ نکالنے والی ہوں گی اور اس طرف لے جائیں گی جہاں آپس میں تعلقات میں مزید بہتری پیدا ہوتی ہے اور اس طرح اس حدیث پر عمل کر رہے ہوں گے کہ حقیقی مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو۔ پس یہ ایک ایسا حکم ہے کہ اس پر عمل کرنے والا صلح پیار اور سلامتی کے علاوہ اور کچھ نہیں پھیلاتا۔

سود کے ضمن میں ہی ایک بات جو شاید مجھے بیان کر دینی چاہئے تھی لیکن بہرحال اب بیان کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْالَا تَاْکُلُوْا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً وَاتَّقُوْا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (آل عمران:131) کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو سُود دَر سُود نہ کھایا کرو اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ سُود کی مناہی تو نہیں لیکن سُود دَر سُود کی مناہی ہے۔ اب جیسا کہ ہم دیکھ آئے ہیں کہ اتنے واضح احکامات کے بعد یہ تفسیر، یہ تشریح تو ویسے ہی غلط ہے۔ اور یہ آیت پہلی آیات سے ٹکراتی نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد بیان کرتا ہوں جس سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ کسی نے سر سید احمد خان کے حوالے سے اس بارہ میں بات کی تو آپؑ نے فرمایا: ’’یہ بات غلط ہے کہ سُود دَر سُود کی ممانعت کی گئی ہے اور سُود جائز رکھا ہے‘‘۔ یعنی سُود دَر سُود تو حرام ہے لیکن سُود جائز ہے۔ فرمایا کہ ’’شریعت کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے۔ یہ فقرے اسی قسم کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ گناہ در گناہ مت کرتے جاؤ۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ گناہ ضرور کرو‘ یا گناہ کرنے کی اجازت ہے۔

(البدر جلد 2 نمبر 10 مورخہ 27/ مارچ 1903ء صفحہ 75)

پھر تجارت میں جن باتوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو، فساد نہ ہو، رنجشیں نہ ہوں۔ ان سب چیزوں سے محفوظ رہنے کے لئے یا لین دین اور قرض کی شرائط کس طرح ہونی

ROSS SOLMON & CO
SOLICITORS

We are a team of Solicitors and Advocates, experienced in Criminal, Civil & Family litigation in all higher courts of England & Wales.
Our Solicitors deal in following areas:

Family: Divorce, Children and Financial settlement;
Property: Commercial & Residential Conveyancing, Leases;
Injunctions: Permanent & Interim injunctions;
Employment: Advice on all aspects of employment matters including litigation in Employment Tribunal and all higher courts;
Criminal: 24 hours Police Station, Magistrate Court and Crown Court representations. All sorts of appeals.
Civil: Possession Orders and miscellaneous litigation matters before County Courts and High Court.
Immigration: Work Permits, HSMP, all sorts of visas and appeals.

Tel: **07725813979; 07804817920; 02031861067**
17 High Street, Sutton, SM1 1DF.
We are situated at less than a minute walk from Sutton British Rail station.

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

چاہئیں، اس بارہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کیا تعلیم دیتا ہے۔ فرماتا ہے کہ یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ۔ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَایَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ۔ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَایَبْخَسْ مِنْہُ شَیْئًا۔ فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْضَعِیْفًا اَوْ لَایَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ۔ وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَاالْاُخْرٰی۔ وَلَایَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا۔ وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَکْتُبُوْہُ صَغِیْرًا اَوْکَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِہٖ۔ ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰہِ وَاَقْوَمُ لِلشَّھَادَۃِ وَاَدْنٰٓی اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْھَا۔ وَاَشْھِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَھِیْدٌ۔ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌ بِکُمْ وَاتَّقُوْااللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ۔وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ(البقرۃ:283) یعنی اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم ایک معین مدت تک کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے لکھے اور کوئی کاتب اس سے انکار نہ کرے کہ وہ لکھے۔ پس وہ لکھے جیسا اللہ نے اسے سکھایا ہے اور وہ لکھوائے جس کے ذمّہ (دوسرے کا) حق ہے اور اللہ اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ پس اگر وہ جس کے ذمّہ (دوسرے کا) حق ہے، بیوقوف ہو یا کمزور ہو یا استطاعت نہ رکھتا ہو کہ وہ لکھوائے تو اس کا ولی (اس کی نمائندگی میں) انصاف سے لکھوائے اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ایسے) گواہوں میں سے جن پر تم راضی ہو۔ (یہ) اس لئے (ہے) کہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کرا دے۔ اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو انکار نہ کریں اور (لین دین) خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے اس کی مقررہ میعاد تک (یعنی مکمل معاہدہ) لکھنے سے اکتاؤ نہیں، تمہارا یہ طرزِ عمل خدا کے نزدیک بہت منصفانہ ٹھہرے گا اور شہادت کو قائم کرنے کے لئے بہت مضبوط اقدام ہوگا اور اس بات کے زیادہ قریب ہوگا کہ تم شکوک میں مبتلا نہ ہو۔ (لکھنا فرض ہے) سوائے اس کے کہ وہ دست بدست تجارت ہو جسے تم (اسی وقت) آپس میں لیتے دیتے ہو۔ اس صورت میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اسے نہ لکھو اور جب تم کوئی (لمبی) خرید و فروخت کرو تو گواہ ٹھہرا لیا کرو اور لکھنے والے کو اور گواہ کو (کسی قسم کی کوئی) تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً یہ تمہارے لئے بڑے گناہ کی بات ہوگی اور اللہ سے ڈرو جبکہ اللہ ہی تمہیں تعلیم دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

یہ ایک انتہائی اہم حکم ہے۔ لین دین کی وجہ سے معاشرے میں جھگڑوں اور فسادوں کو دُور کرنے کا اسلام کا ہر حکم اس کے خدا کی طرف سے ہونے اور کامل اور مکمل دین ہونے کی دلیل ہے۔ اسی طرح اب یہ حکم بھی ہے کہ آپس کے لین دین کے معاملات کو لکھ لیا کرو۔ یہ حکم اس زمانے میں نازل ہوتا ہے جبکہ تحریر کا رواج ابھی اپنی ابتدائی حالت میں تھا، بلکہ انتہائی ابتدائی حالت میں تھا۔ اور عربوں کا تو اس طرف بہت کم رجحان تھا۔ آج ترقی یافتہ ملکوں کو یہ فخر ہے کہ ہم نے معاہدات کو محفوظ کرنے کے کتنے پکے طریقے بنا لئے ہیں۔ لیکن پھر بھی بڑے بڑے دھوکے ہو جاتے ہیں لیکن اس ایک آیت میں دو دفعہ یہ بیان کر کے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، ایک مومن کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارے یہ سارے دنیاوی معاملات بھی اُس وقت صحیح انجام کو پہنچ سکتے ہیں جب اللہ کا تقویٰ ہو۔ پھر اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو اس لئے کہ ایک مسلمان مومن کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتا ہے اور ہونا چاہئے اور جو کام اس سوچ کے ساتھ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے، اس میں دھوکہ دہی کا پہلو نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اس لئے دیا کہ لین دین کرتے وقت تو احساس نہیں ہوتا اور ایک دوسرے کے بعض اوقات بڑے قریبی تعلقات ہوتے ہیں اس لئے لین دین کر لیتے ہیں۔ بڑے اعتماد کی باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد یہی اعتماد، بے اعتمادی میں بدل جاتا ہے۔ یہی محبت، نفرتوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پھر بعض دفعہ مقدموں تک نوبت آ جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان تعلقات کو ہمیشہ محبت اور پیار کے دائرے میں رکھنے کے لئے فرمایا کہ قرض کی شرطیں، کاروباری معاہدوں کی شرطیں، لین دین کی شرطیں ہمیشہ تحریر میں لایا کرو۔ پہلی بات تو یہ کہ قرض کی مدت ہمیشہ مقرر کرو تا کہ لینے والے کو بھی یہ احساس رہے کہ مَیں نے فلاں عرصے کے اندر واپس کرنا ہے اور دینے والا بھی جس کو قرض دیا گیا ہے اس کو بار بار تنگ نہ کرے۔ بعض دفعہ اتنا تنگ کرتے ہیں کہ قرض لینے والا سمجھتا ہے کہ مَیں ایک تو قرض لے کر زیر بار ہوں اور مزید اس پہ پھر احسان ہوتا چلا جاتا ہے۔ تو فرمایا کہ اس کی تحریر لے لیا کرو اور تحریر میں مدت مقرر کرنی ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ لیتے وقت لینے والے کو یہ احساس رہے گا کہ جو مَیں لے رہا ہوں اس کو مقررہ مدت میں ادا بھی کر سکتا ہوں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار جو تقویٰ کی شرط رکھی ہے تو اس شرط پر میں پورا اتر سکتا ہوں کہ نہیں۔ اس لئے پھر قرض لینے والا اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائے گا۔ اس شرط سے ان لوگوں کی یہ دلیل بھی ردّ ہو جاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سُود اس لئے مقرر کیا جاتا ہے اور ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہے کہ سُود کے خوف کی وجہ سے جلد قرض دار قرض ادا کر سکے یا اس کی کوشش کرے۔ سُود کا تو اتنا خوف نہیں ہوتا جتنا ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ بیسیوں لوگ ہیں، کئیوں کو مَیں بھی جانتا ہوں، جو سود پر قرض لیتے ہیں اور پھر تمام زندگی قرض نہیں اتارتے، پھر قرض پہ قرض چڑھتا چلا جاتا ہے یا لڑائی اور جھگڑے اور فساد ہو جاتے ہیں اور یہ قرض پھر ان کی اگلی نسلیں بھی نہیں اتار سکتیں۔ اگر حکومتی مالیاتی اداروں سے قرض لیا ہے تو اگر کسی طرح بچنے کی کوشش کی اور نہیں بچ سکے تو جیسا کہ مَیں نے پچھلے خطبے میں ذکر کیا تھا، پھر ایسے قرض لینے والے کی کوئی چھوٹی موٹی جائیداد ہو تو اس کی نیلامی ہو جاتی ہے، وہ اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ تو یہاں پہلے بتا دیا کہ اگر تقویٰ ہے تو پہلے سوچ لو کہ ادا بھی کر سکتے ہو کہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدوں کی پابندی کی بڑی تلقین کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہارے درمیان کوئی تیسرا شخص جو انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہو یہ معاہدہ لکھے تا کہ کسی فریق سے بے انصافی نہ ہو اور پھر تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے فرمایا کہ بعض دفعہ لینے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ قرض دینے والے نے پتہ نہیں کیا شرائط رکھوا دی ہیں تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حق قرض لینے والے کو دیا ہے کہ کسی بھی قسم کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے تم اس معاہدے کی تحریر لکھواؤ تا کہ واپسی کی جو مقررہ میعاد ہے اس میں کوئی جھگڑا کھڑا نہ کر سکو۔ اس حکم کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، ذہن میں رکھو کہ ایک مسلمان ہو اور مسلمان ہمیشہ معاہدوں کا پابند ہو جاتا ہے۔ یہ سوچ کر معاہدہ نہ لکھواؤ کہ ابھی تو لے لو جب موقع ملے گا تو دیکھی جائے گی کہ واپس کرنا ہے کہ نہیں۔ نہیں بلکہ ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ کو جان دینی ہے اس لئے کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے معاشرے کا امن اور سکون برباد ہوتا ہو۔ اگر سمجھتے ہو کہ واپسی کی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ متوقع آمد اس کی متحمل ہو سکتی ہے اور نہ جائیداد اس قرض کی متحمل ہو سکتی ہے تو پھر معاہدہ نہ کرو، پھر قرض نہ لو۔ تو مقروض کو پابند کرنے کے لئے فرمایا ہے کہ تمام امور پر غور کر کے پوری توجہ سے پھر تم معاہدہ لکھواؤ گے۔ اور جو شرائط ہیں، بعد میں پھر ان میں سے کم کرنے کی کوشش نہیں کر سکتے تو ہر موقع پر اللہ کا تقویٰ پیش نظر رکھو اور اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

پھر قرآن کریم نے معاشرے کے کسی طبقے کی ضرورت کا بھی امکان نہیں چھوڑا۔ فرمایا کہ بعض دفعہ بے وقوف یا کم علم والے اور ضرورت مند ہو سکتے ہیں۔ تو ایک پاک معاشرے کا فرض ہے کہ اگر ایسے حالات ہوں تو کوئی صاحب عقل اور علم والا آدمی ان ضرورتمندوں کی نمائندگی کرے، ان کے لئے معاہدہ لکھوائے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کم علم والا معاہدہ لکھواتے ہوئے بعض ایسی شرائط نہ لکھ سکے یا لکھوا سکے جو اس کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ اس لئے ولی کا فرض ہے کہ ملکی قانون کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی نمائندگی کرے۔ پھر فرمایا جب معاہدہ ہو جائے تو اس پر گواہ بنائے جائیں۔ پہلے دو مردوں کا ذکر ہے کہ ان کو گواہ بناؤ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن پر تم دونوں فریق راضی ہو۔ دو عورتیں گواہ رکھنے میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ عموماً اس قسم کے کاروباری اور حسابی معاملات میں عورتیں کم دلچسپی رکھتی ہیں بلکہ یہاں ایک سوال اٹھا تو اسی بنا پر میں نے جائزہ لیا تو جو انفارمیشن (Information) مجھے ملی اس کے مطابق یہاں بھی براہ راست کاروبار میں یا فنانسز میں یا اکاؤنٹس میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت بہت کم ہے اور دلچسپی کم ہے۔ پھر اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ بعض ممالک میں تو یہ دلچسپی بہت ہی کم ہے مثلاً پاکستان میں لے لیں، اس قسم کے تجارتی بکھیڑوں میں نہ عورتوں کی اکثریت کو دلچسپی ہے اور نہ اس میں پڑتی ہیں۔ تو دو کی تصدیق اگر ضرورت پڑے تو گواہی کو مضبوط کر دیتی ہے اور دو مرد بھی اس لئے ہیں کہ دونوں کی گواہی ایک دوسرے کو مضبوط کرتی ہے۔

پھر اگر معاہدے میں کوئی بدمزگی ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ ان گواہان کو اگر کسی عدالت میں یا کہیں بھی گواہی کے لئے بلایا جائے تو پھر انکار نہیں کرنا۔ خوشی سے وہاں پیش ہوں اور حقیقت حال کے مطابق اپنا بیان دیں تا کہ فیصلہ کر کے معاشرے کا سکون قائم رکھا جا سکے۔

پھر فرمایا اگر دست بدست تجارت ہے، اگر خرید و فروخت براہ راست ہو رہی ہے تو ٹھیک ہے اس

First Minute Reiseburo

خوشخبری۔ پاکستان، انڈیا، انگلینڈ، USA، کینیڈا اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔
دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرنے کے لئے جرمنی بھر میں اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں ٹیلی فون، SMS اور ای میل کے ذریعہ OK ٹکٹ حاصل کریں۔ مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Liaqat Ali Shamsi & Afzal

Tel: 0611-4504569 Fax: 0611-4504573 Mob: 0170-6565946
E-mail: jmafzal@gmail.com Web: www.f-tur.de
Address: First Minute Reiseburo, Rheinstr.17, 65185 Wiesbaden (Germany)

میں تحریر نہ لو۔لیکن اس میں بھی بعض جھگڑا کرنے والے جھگڑوں کے بہانے تلاش کر ہی لیتے ہیں۔اس لئے ہمیشہ لینے والے کو اچھی طرح چھان پھٹک کر کے چیز لینی چاہئے تا کہ بعد میں کسی قسم کے جھگڑے نہ ہوں۔

لیکن اگر کاروبار کی صورت میں لمبے معاہدے ہو رہے ہیں تو پھر اسی طرح لکھنا ہے اور گواہ مقرر کرنا ہے جس طرح پہلے قرض کے معاملے میں ذکر ہو چکا ہے۔لیکن یہاں بھی فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور دینے والا اور لینے والا دونوں ہمیشہ یہ مدنظر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات انہیں ہمیشہ دیکھ رہی ہے۔اس کے علاوہ بھی قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر قرض اور لین دین کے معاملات کا ذکر ہے جس پر عمل کر کے محبت اور سلامتی کو پھیلایا بھی جاسکتا ہے اور اس کا قیام بھی کیا جاسکتا ہے۔

ایک اور حکم مَیں یہاں بیان کر دیتا ہوں جس نے آج کل بھائی کو بھائی سے دور کر دیا ہے۔ چند سال پہلے جن میں مثالی محبت نظر آتی تھی اب بغض، کینے اور حسد نے ان کو ایک دوسرے کے لئے اندھا کر دیا ہے اور وہ حکم جس پر عمل نہ کرنے سے یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یوں مناہی فرمائی ہے۔فرمایا کہ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(البقرة:189) اور اپنے ہی اموال آپس میں جھوٹ فریب کے ذریعہ نہ کھایا کرو اور نہ تم انہیں حُکّام کے سامنے اس غرض سے پیش کرو کہ تم گناہ کے ذریعہ لوگوں کے (یعنی قومی) اموال میں سے کچھ کھا سکو۔

تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔ دوسرے کے مال کھانے کے لئے قومی مال نہ کھاؤ۔ وہ بھی ایک وجہ ہے۔ پھر رشوت دے کر غلط فیصلے اپنے حق میں نہ کراؤ۔ ایک دوسرے کے مال پر نظر رکھنے سے، ایک دوسرے کی جائیداد پر نظر رکھنے سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ کسی کی جائیداد کے بارے میں عدالت بے شک دوسرے کو حق بھی دلا دے لیکن اپنے اندر ہمیشہ ٹٹول کر دیکھنا چاہئے کہ کیا واقعی یہ میرا حق ہے؟ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اس طرح تم آگ کا گولہ اپنے پیٹ میں ڈالتے ہو۔ اس وجہ سے جہاں دو گھروں میں نفرتیں پلتی ہیں، معاشرے میں فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے۔ ناجائز مال کھانے کی وجہ سے ایسے لوگ پھر اپنے گھر کی سلامتی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ پس اس بات کی بڑی سختی سے پابندی کرنی چاہئے اور ہمیشہ اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ کسی بھی صورت میں اپنے آپ کو سلامتی سے محروم کرنے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان چیزوں سے بچائے رکھے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

گریٹر اکرا ریجن (غانا) میں

یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

ڈپٹی اسپیکر پارلیمنٹ اور ممبر آف کونسل آف اسٹیٹ کی شمولیت

ملکی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تقریب کی شاندار کوریج

(راغب ضیاء الحق۔ مبلغ سلسلہ گریٹر اکرا ریجن)

27 رمئی کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔یہی وہ دن ہے جب الٰہی نوشتوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں قدرت ثانیہ کا ظہور اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت سے کئے گئے وعدہ کے موافق ان کے خوف کی حالت کو امن سے بدل دیا۔ جماعت احمدیہ دنیا بھر میں اس مبارک دن کو اپنے پروردگار کی اس نعمت عظمیٰ کے شکرانے کے طور پر مناتی ہے۔

اس دن کی اہمیت کے پیش نظر Greater Accra (غانا) کی 37ویں ریجنل کانفرنس کو بطور یوم خلافت منایا گیا۔ جلسے کا انعقاد 27 رمئی بروز اتوار ریجنل ہیڈکوارٹر Tema میں مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مبلغ انچارج غانا کی زیر صدارت ہوا۔ تقریب کے مہمان خصوصی الحاج مالک الحسن یعقوب ڈپٹی اسپیکر پارلیمنٹ تھے جو بفضل خدا احمدی ہیں۔ ایک اور احمدی ممبر آف کونسل آف اسٹیٹ الحاج الحسن بن صالح بھی اس بابرکت تقریب میں شامل تھے۔

ریجنل ہیڈکوارٹر ٹیما (Tema) کے کمپاؤنڈ کو بطور جلسہ گاہ استعمال کیا گیا۔ مین گیٹ سے داخل ہوتے ہی نظر ٹیما کی خوبصورت مسجد پر پڑتی ہے جو کمپاؤنڈ کے بیچوں بیچ بنائی گئی ہے۔ بائیں جانب احمدیہ جونئر سیکنڈری سکول کی عمارت دکھائی دیتی ہے جبکہ دائیں جانب احمدیہ پرنٹنگ پریس غانا کی نئی خوبصورت عمارت نظروں کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔ پریس کی اس عمارت کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا سنگ بنیاد 2004ء میں پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورۂ غانا کے دوران اپنے دست مبارک سے رکھا۔ مسجد کی اگلی جانب اور پریس کے بائیں طرف مشن ہاؤس کی عمارت ہے۔ جلسہ گاہ کو خوبصورت شامیانے (Canopies) لگا کر بیٹھنے کے لئے پلاسٹک کی کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ کی تیاری میں خدام، انصار، لجنہ نے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ کار پارکنگ کا انتظام سکول کی گراؤنڈ میں کیا گیا تھا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو ایک طفل عزیزم حافظ ناصر احمد منسا نے نہایت خوش الحانی سے کی۔ عزیزم نے سورۃ النور کی آیت استخلاف کی تلاوت کی اور انگریزی میں اس کا ترجمہ پیش کیا۔ عزیزم مدرسۃ الحفظ غانا سے فارغ التحصیل ہونے والے پہلے پانچ طلباء میں سے ایک ہیں۔ تلاوت کے بعد ایک خادم عزیزم آدم حبیب آڈو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے چند اشعار پڑھے۔ بعدہٗ گریٹر اکرا کے ریجنل پریذیڈنٹ مکرم الحاج عبدالرحمٰن عینن صاحب نے Welcom ایڈریس پیش کیا جس کے بعد ایک گروپ نے لوکل زبان میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مدح میں نہایت خوبصورت آواز سے ترانہ پڑھا۔ ترانے میں تمام حاضرین کی دھیمی آواز میں شمولیت نے سرور کیف کا عجیب سماں باندھا۔

اس کے بعد صدر اجلاس مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر و مبلغ انچارج غانا خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز آیت استخلاف کی تلاوت سے کیا اور نہایت دلنشین پیرائے میں اس آیت کی پر معارف اور لطیف تفسیر بیان کی۔ آپ نے بتایا کہ اس آیت میں مومنین کی جماعت سے کئے گئے وعدہ کو جماعت احمدیہ کے حق میں پورا کر کے اپنے پیارے مسیح ومہدی کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ آپ نے خلفائے احمدیت سے ٹکرانے والی ہر طاقت کا پاش پاش ہو جانا حالات وواقعات کی روشنی میں بیان کیا۔ اور بتایا کہ خلافت کی برکت سے ہی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ہر خوف کو امن میں بدل دیا۔ اپنی تقریر کے اختتام پر مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

اگلی تقریر مکرم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب نائب امیر اول نے ’’خلافت جوبلی کے حوالہ سے انفرادی ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر کی۔ آپ نے اس اہم تاریخی موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی غانا تشریف آوری کو غانا کی جماعت کے لئے عین سعادت قرار دیتے ہوئے افراد جماعت کو ان کی عظیم ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔

نائب امیر اول کی تقریر کے بعد خدام نے اپنے روایتی انداز میں ترانے پڑھے۔ اس کے بعد مہمان خصوصی آنریبل الحاج مالک الحسن یعقوب ڈپٹی سپیکر آف پارلیمنٹ خطاب کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے بھی اپنی تقریر میں خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات کا ذکر کیا۔

بعدازاں آنریبل الحاج حسن بن صالح ممبر آف کونسل آف اسٹیٹ نے بھی یوم خلافت منانے کے اغراض ومقاصد بیان کئے اور مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

آخر میں صدر اجلاس نے اپنے اختتامی کلمات میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اس بابرکت جلسہ کا اختتام ہوا۔ دعا ختم ہوتے ہی موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ گویا کہ بارش کے فرشتے بادلوں کو جلسے کی کارروائی کے دوران برسنے سے تھامے ہوئے تھے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

ظہر وعصر کی نمازوں کی باجماعت ادائیگی کے بعد احباب جماعت کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا جو لجنہ کی ایک ٹیم نے محنت سے پکایا تھا۔ جلسہ کی حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2243 رہی جو گزشتہ سال سے دگنی تھی۔

جلسہ کی کارروائی کو TV3 چینل نے ریکارڈ کیا اور اسی طرح دیگر ذرائع ابلاغ ریڈیو اور اخبارات نے بھی اس بابرکت جلسے کو مناسب کوریج دی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خلافت احمدیہ کی برکات تاقیامت جاری وساری رہیں اور خلافت کے زیر سایہ اللہ تعالیٰ جماعت کو حقیقی اور دائمی غلبہ عطا فرمائے۔

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اورواقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

مَیں ایک گہرے نفسیاتی مسئلہ کے بارے میں لکھ رہی ہوں جو تقریباً 35 سے 40 فیصد عورتوں اور بچوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ ہے ''خود پہ ترس کھانا اور جذباتی طور پہ کمزور ہونا''۔ مردوں میں اس مسئلے کا شکار ہونے والوں کا تناسب عورتوں کی نسبت کم ہے۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خود پہ ترس کھانا یا خودرحمی (Self-Pity) کیا ہے؟ اس کے کیا نقصانات ہیں؟ اور اس سے اپنے آپ کو، اپنے بچوں کو، اپنے اردگرد کے لوگوں کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ کیسے بچایا جاسکتا ہے؟

اکثر یہ خودرحمی (Self-Pity) صرف ایک انسان تک محدود نہیں رہتی۔ اپنے پہ ترس کھانے والا انسان اپنے اردگرد کے لوگوں پہ بھی ترس کھا رہا ہوتا ہے اور اُن کو بھی اس میں شامل کر لیتا ہے۔ کبھی خودرحمی کی وجہ سے انسان جذباتی کمزوری کا شکار بھی ہو جاتا ہے اور کبھی جذباتی کمزوری کی وجہ سے خودرحمی کا۔ یہ دونوں چیزیں جڑواں ہیں۔

کسی پر ترس کھانے اور کسی سے ہمدردی کرنے میں بہت فرق ہے۔

ترس کھانے کی مثال یوں ہے کہ اگر کسی بچے کو چلنا مشکل لگتا ہے تو ہم اس کو ہمیشہ کے لئے بیساکھی پکڑا دیں۔ یا اس کا ہاتھ اپنے کندھے پہ اس طرح رکھیں کہ ساری عمر وہ سہارے ہی تلاش کرتا رہے۔

مگر ہمدردی یہ ہے کہ ہم اُسے چلنا سکھانے کی کوشش کریں چاہے وہ بار بار گرے مگر پھر اُٹھے اور آخر کار چلنا سیکھ ہی لے۔ ہاں اگر کبھی ہم دیکھیں کہ اسے چوٹ لگی ہے تو ہم اُٹھنے میں کسی حد تک اُس کی مدد کریں، دلجوئی بھی کریں، حوصلہ بھی دیں، تحفظ بھی دیں مگر توازن سے۔ ہم اُسے حد سے زیادہ حفاظت دینے کی یعنی over protect کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اور جب بھی کوئی گرے تو ہم ہر بار بھاگ کر اسے اُٹھانے نہ جائیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ زندگی میں جب کبھی وہ جذباتی طور پر گرے تو ہر بار اسے اُٹھانے والا کوئی نہ مل سکے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو اتنا مضبوط بنانے کی کوشش کریں کہ ہم خدا کے فضل سے دوسرے گرے ہوئے لوگوں کو اُٹھانے کی کوشش کرسکیں۔ ہمارے اردگرد کے لوگوں میں سے کبھی کوئی جذباتی طور پر ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گر جاتا ہے تو ایسے گرے ہوئے لوگوں کو اُٹھانا بہت بڑی نیکی ہے۔ جو زمین پہ گر جائے وہ مسکین ہوتا ہے۔ اور مسکین کو اٹھانا اور اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا کامیابی کی چوٹی پر چڑھنا ہے۔

خدا تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ۔ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَةُ۔ فَکُّ رَقَبَةٍ۔ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ۔ یَتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ۔ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ۔ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ۔

(سورۃ البلد:11تا19)

ترجمہ: ہم نے اسے ہدایت اور گمراہی کے دونوں راستے بھی بتادیئے ہیں۔ (مگر) وہ پھر بھی چوٹی پر نہ چڑھا۔ اور تجھے کس نے بتایا کہ چوٹی کیا ہے؟ اور کس چیز کا نام ہے؟ چوٹی پر چڑھنا غلام کی گردن چھڑانا ہے۔ یا بھوک کے دن کھانا کھلانا ہے یتیم کو جو قریبی ہو۔ یا مسکین کو جو زمین پر گرا ہوا ہو۔ پھر چوٹی پر چڑھنا یہ تھا کہ ان کاموں کے علاوہ یہ ان میں سے بن جاتا جو ایمان لائے۔ اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔ یہی لوگ تو برکت والے ہونگے۔

(ترجمہ از تفسیرِ صغیر)

دنیا میں عام طور پہ اس مسئلے کے تعلق سے ہم لوگوں کو تین گروپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا گروپ: یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کی مدد سے خود کھڑے ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ برکت والے ہیں۔

ہم اور ہمارے بچے اِس لئے پیدا نہیں ہوئے کہ کسی کمزور کیڑے کی طرح لوگوں کے پاؤں تلے آئیں۔ بلکہ ہم خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ خود کھڑے ہونے اور گرے ہوئے مسکین کو اُٹھانے کے لئے اور دنیا کو اپنے عظیم شان والے آسمانی آقا کے قدموں تلے جمع کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت کا ایک عظیم مقصد گرے ہوئے طبقاتِ انسانی کو کھڑا کرنا بھی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف ''چالیس جواہر پارے'' میں آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان فرماتے ہیں:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص دوسرے لوگوں کے متعلق کہتا ہے کہ وہ ہلاک ہو گئے تو ایسا شخص خود یہ بات کہہ کر اُنہیں ہلاک کرتا ہے۔ (یا یہ کہ ایسا شخص خود اُن سے زیادہ ہلاک شدہ ہوتا ہے)۔

اس کی تشریح میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''یہ حدیث ایک عظیم الشان نفسیاتی نکتہ پر مبنی ہے جسے آج کل کی اصلاح میں احساسِ کمتری یا شکست خوردہ ذہنیت کا نام دیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں اُمید و رجا، خود اعتمادی اور عزتِ نفس کے جذبات بیدار کر کے اُوپر اُٹھانے اور بلند کرنے کی کوشش کرو، نہ کہ احساسِ کمتری اور شکست خوردہ ذہنیت کے ذریعے مایوسی اور پست ہمتی پیدا کر کے انہیں قعرِ مذلت میں گرانے کا راستہ کھولو۔ جو شخص لوگوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور کمزوریوں پر واویلا شروع کر دیتا ہے کہ یہ لوگ تو مر گئے اور تباہ ہو گئے وہ خود اِس بات کے کہنے سے ان کے دلوں میں مایوسی اور احساسِ کمتری پیدا کر کے تباہی کا راستہ کھولتا ہے''۔

(چالیس جواہر پارے صفحہ نمبر90)

آنحضرت ﷺ کی ساری زندگی اِس بات کی گواہ ہے کہ آپ ﷺ یتیموں، بیواؤں، کمزوروں اور مسکینوں کو کھڑا کرتے رہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا

ہمارے اردگرد رہنے والے لوگوں میں سے کوئی یا ہم خود کیسے گر سکتے ہیں یا گر جاتے ہیں اور پھر کیسے خودرحمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور کیسے خدا کی مدد سے خود کو اور دوسروں کو کھڑا کر سکتے ہیں اِس کے لئے مَیں ایک واقعہ بیان کرتی ہوں۔

کچھ عرصہ قبل پاکستان سے ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ جرمنی آئی۔ یہاں آنے کے کچھ عرصہ بعد بوجوہ اُن دونوں کی علیحدگی ہو گئی۔ وہ پڑھی لکھی عورت تھی۔ مگر اُس کو یوں لگا کہ وہ منہ کے بل گر گئی ہے۔ وہ شدید ڈیپرشن کا شکار ہو گئی اور اپنے پر ترس کھانے لگی۔ ''مَیں ہی کیوں اپنی شادی شدہ زندگی میں ناکام ہو گئی؟ مَیں لوگوں سے کیسے ملوں۔ لوگ میرا مذاق اُڑائیں گے۔ مَیں زیور، کپڑے صندوق میں بند کر دیتی ہوں، صرف کالے اور سفید یا ہلکے رنگوں کے کپڑے پہنوں گی۔ مَیں کسی کی خوشی یا شادیوں پہ نہیں جاؤں گی۔ مَیں خوش نصیب نہیں ہوں''۔

اس کے بہن بھائی والدہ سہیلی سب اُس کو کہتے کہ اپنے اس خول سے باہر نکلو، نارمل زندگی گزارو، لوگوں سے ملو، جماعت کا کام کرو، ہنسا بھی کرو، ہنسنا بھی ضروری ہے۔

ایک دن وہ گھر سے باہر گئی اور سوچنے لگی کہ وہ کتنا بُرا کر رہی ہے۔ سارا وقت غمزدہ شکل بنا کر اپنے بہن بھائیوں والدہ اور عزیزوں کو دکھ دے رہی ہے۔ کیا وہ دنیا میں پہلی عورت ہے جس کے ساتھ یہ ہوا؟ یا وہ دنیا کی آخری عورت ہے جس کو یہ تکلیف ہوئی؟ زندگی تو خدا کا قیمتی تحفہ ہے۔ میں اس کو ضائع کیوں کر رہی ہوں۔ وہ خدا سے باتیں کرنے لگی۔ شکر ہے خدا کا کہ مَیں چل سکتی ہوں، دیکھ سکتی ہوں، خدا کی عبادت کر سکتی ہوں، بول سکتی ہوں، کسی کی مدد کر سکتی ہوں، کھانا کھا سکتی ہوں، مَیں بھاگتے دوڑتے بچوں کے ساتھ کھیل سکتی ہوں۔ شکر ہے مَیں آزاد ہوں اور یہاں امن ہے۔

پھر وہ بدلنے لگی اور اسے اپنی کمزوریاں نظر آنے لگیں۔ کچھ کچھ اپنے پر ترس کم ہونے لگا۔ وہ ایک اچھی ڈاکٹر کے پاس گئی اور اپنے سارے مسائل اُسے بتائے اور اس سے کہا کہ مجھے یہ مسائل ہیں اور مجھے نیند نہیں آتی تم مجھے بتاؤ ڈاکٹر ''کیا مَیں بزدل ہوں''۔ ڈاکٹر نے کہا: نہیں تم بزدل نہیں ہو مگر تم اس سے زیادہ بہادر ہو سکتی ہو۔ پھر اُس نے کہا: ''مجھے دوسروں پر انحصار کرنا بہت بُرا لگتا ہے۔ یہاں آکر میں لوگوں پر، چیزوں پہ انحصار کرنے والی ہو گئی ہوں''۔

ڈاکٹر نے کہا: کبھی کبھی زندگی میں ایسا مقام آجاتا ہے جب کچھ وقت کے لئے دوسروں پر انحصار کرنا پڑتا ہے یا کچھ عرصے بعد سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔

پھر ڈاکٹر نے کہا: ''تم ہوا پہ انحصار کرتی ہو''۔

اس نے کہا: ''یہ خدا نے کہا ہے''۔

اس ڈاکٹر نے کہا: ''تم پانی پہ انحصار کرتی ہو''۔

اس عورت نے کہا: ''یہ بھی خدا نے کہا ہے''۔

ڈاکٹر نے کہا: کچھ وقت کیلئے تمہارا لوگوں پہ انحصار کرنا بھی خدا نے کہا ہوگا۔ تم اِس کرائسس (Crisis) سے نکلنے کی کوشش کرو۔ اور پھر تمہیں دوسروں پر انحصار (Depend) نہیں کرنا پڑے گا۔ تم پھر Independent ہو جاؤ گی''۔

پھر ڈاکٹر نے کہا: ''تمہارے دل میں کیا ہے؟''

اُس نے کہا: ''میرے دل میں خدا ہے''۔

ڈاکٹر نے کہا: ''اپنے خدا کو محسوس کرو''۔

وہ عورت بہت شرمندہ ہوئی اُس نے سوچا کہ یہ بات مجھے سوچنی چاہئے تھی کہ مَیں اپنے خدا کو محسوس کروں۔ مَیں مسلمان ہوں اور یہ ڈاکٹر مسلمان نہیں ہے اور اُس نے مجھے اتنی اچھی بات کہی ہے۔ ڈاکٹر نے اُسے یہ کہہ کر ایک پیاس پیدا کر دی کہ اُس نے خدا کو محسوس کرنا ہے۔ اُس نے خدا تعالیٰ کو محسوس کرنے کی کوشش شروع کی اور خدا تعالیٰ نے اُسے کھڑا کرنا شروع کر دیا اور ڈیپریشن ختم ہو گیا۔ وہ جماعت کا کام کرنے لگی اور خدا تعالیٰ نے اُسے مضبوطی دی۔ پھر اُس نے دعائیں کیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کے لئے اور خدا تعالیٰ سے مغفرت لینے کے لئے دوسرے لوگوں کو خدا کی مدد سے کھڑا کرنے کی اور مضبوط کرنے کی کوشش کرتی رہے گی۔

جو کوشش اِس کے بہن بھائیوں، والدہ، سہیلی اور ڈاکٹر نے کی اور خدا تعالیٰ نے اِن کوششوں میں برکت ڈالی وہ اُن لوگوں کی کوشش سچی ہمدردی تھی۔ اگر وہ لوگ کہتے ''ہائے تم بیچاری! تمہارے ساتھ کتنا بُرا ہوا۔ اب تمہاری زندگی میں کیا رہ گیا ہے۔ تمہارے تو نصیب ہی خراب ہیں۔ اچھی بھلی خوبیوں والی تھی تم۔ پتہ نہیں کیوں مصیبت نے تمہیں پکڑ لیا ہے۔'' تو یہ اس پر ترس کھانا ہوتا۔ اس سے اُس نے اور گر جانا تھا۔

یہ بھی خدا کا احسان ہوتا ہے کہ اگر کوئی گِرے تو وہ خدا کی طرف گِرے، شیطان کی طرف نہ گرے۔ یہ بھی خوش نصیبی ہوتی ہے کہ اُسے کھڑا کرنے کے لئے خدا کسی کو بھیج دے یا خدا تعالیٰ خود ہی اُسے کھڑا کر دے۔

زندگی میں ایک دوسرے پر اور چیزوں پر تھوڑا بہت کبھی کبھی انحصار تو ہم سب کو کرنا ہوتا ہے۔ مگر ہمارا اصل انحصار خدا پر ہونا چاہئے۔ خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ کسی چیز یا انسان پہ حد سے زیادہ انحصار کرنا چھپا ہوا شرک ہے۔

دوسرا گروپ۔ دنیا میں دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو بیحد مضبوط ہوتے ہیں مگر بے رحم ہوتے ہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کو گرا کر آگے گزر جاتے ہیں اور اکثر دوسرے لوگوں کو گرا کر یا گرا ہوا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ روح کے جذام کے مریض ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یاد رکھو جذام کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک

جذام جسم کو لگ جاتا ہے۔ جس کو کوڑھ کہتے ہیں اور ایک جذام روح کو لگ جاتا ہے۔ ہمارے یہاں ایک شخص بازار میں رہا کرتا تھا۔ اگر کوئی مقدمہ کسی پر ہو جاتا تو پوچھا کرتا تھا کہ مقدمہ کی کیا صورت ہے؟ اگر کسی نے کہہ دیا کہ وہ بری ہو گیا یا اچھی صورت ہے، تو اس پر آفت آجاتی اور چپ ہو جاتا۔ اگر کوئی کہہ دیتا کہ فرد قرارداد جرم لگ گئی تو بہت خوش ہوتا اور اس کو پاس بٹھا کر سارا قصہ سنتا۔ غرض بعض آدمیوں کی فطرت میں بداندیشی کا مادہ ہوتا ہے کہ وہ بری خبریں سننا چاہتے ہیں اور کسی کی برائی پر خوش ہوتے ہیں چونکہ شیطان کی سیرت ان کے اندر ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 324 جدید ایڈیشن)

جو کسی کو گرانے کی کوشش کرتا ہے وقتی طور پر ایسا ہوتا ہے کہ کبھی وہ جیت جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اس بات کو اتنا ناپسند کرتا ہے کہ ایک عرصہ ڈھیل دینے کے بعد خود اُس کو گرا دیتا ہے۔ اس کی مثالیں عام مل جاتی ہیں۔

میرے نانا جان محترم میاں عبدالعزیز صحابیؓ مرحوم کا ایک واقعہ ہے آپ فیصل آباد میں ایک کارخانہ میں ملازمت کرتے تھے وہاں کچھ لوگ جو بے وجہ متعصب تھے وہ مل کر مینیجر کو نانا جان کے خلاف جھوٹی شکایتیں کرتے رہتے تھے۔ اور کہتے تھے یہ کافر ہے اس کو نکال دو۔ نانا جان کو یہ علم نہیں تھا کہ وہ لوگ شکایتیں کرتے رہتے ہیں۔

ایک دن مینیجر نے نانا جان کو ملازمت سے نکال دیا۔ اس سے ان کو پریشانی ہوئی۔ مگر وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ تیسرے روز وہ صبح کے وقت قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ مل سے ایک آدمی بھاگتا آیا۔ اُس نے کہا کہ مالک نے آپ کو بلایا ہے۔ نانا جان وہاں گئے تو دیکھا کہ مالک دفتر میں ہے اور مینیجر اور وہ لوگ جنہوں نے شکایتیں کر کر کے نانا جان کو نکلوایا تھا سر جھکائے کھڑے ہیں۔ کارخانہ کے مالک نے کہا جس دن سے آپ نہیں آرہے کوئی کام ٹھیک نہیں ہو رہا۔ انہوں نے آپ کو نکال کر بہت بُرا کیا ہے۔ مَیں آپ کو ملازمت پہ بحال کرتا ہوں اور یہ اختیار دیتا ہوں کہ ان میں سے جس کو چاہیں آپ ملازمت سے نکال دیں۔ جب نانا جان دفتر سے باہر نکلے تو سب لوگ معذرت کرنے لگے اور منتیں کرنے لگے کہ ہم کو نہ نکالیں۔ نانا جان نے سب کو معاف کر دیا اور کسی کو نہ نکالا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71)

اسی طرح فرمایا: "اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے...... ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا"۔ (تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

تیسرا گروپ: تیسری قسم کے لوگ دنیا میں عام طور پر وہ ہوتے ہیں جو جذباتی طور پر کمزور ہوتے ہیں خود پہ رحم کھاتے ہیں۔ کسی صدمے سے جلدی گر جاتے ہیں یا کمزور ہو جاتے ہیں۔ کئی بار ان میں خوش مزاجی کافی کم ہوتی ہے وہ اپنی قدرتی صلاحیتوں سے بہت کم فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اور بچے باوجود بے تحاشا قابلیت اور ذہانت کے دین میں بھی اور دنیاوی ترقی میں بھی بہت سے مضبوط لوگوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بھی مختلف اقسام ہوتی ہیں اور وہ مختلف مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ کوئی کم مسائل کا شکار ہوتا ہے، کوئی زیادہ۔

1۔ خوف اور عدم تحفظ

انکا سب سے پہلا اور بڑا مسئلہ انجانا خوف اور عدم تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔ خود رحمی (Self-Pity) اور جذباتی کمزوری کا شکار انسان چاہے وہ بچے ہوں یا بڑے خوف اور عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں اور عام طور پہ یہ خوف کی حالت کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔

اکثر ایسے لوگ بزدل ہوتے ہیں اور ان کے ارد گرد بعض لوگ ان کی بزدلی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یہاں جرمنی میں ایک ایسی ہی خاتون سے ملنے کے لئے جو جذباتی کمزوری اور خود رحمی کا شکار تھی مَیں اس کی دوست کے ساتھ گئی۔ وہ خاتون بظاہر بہت سخت مزاج لگتی تھی اور جلدی ہر ایک سے لڑ پڑتی تھی۔ مگر اندر سے جذباتی طور پر بے حد کمزور اور بزدل تھی۔ اس کے ارد گرد رہنے والے لوگوں نے اس کی ساری کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اب وہ ایک جرم کی وجہ سے جیل کے دماغی امراض کے ہسپتال میں تھی۔ اُس کی گردن پہ خودکشی کی کوشش کرنے کے نشان تھے۔ وہ ساری دنیا سے بدگمان اور شدید عدم تحفظ کا شکار تھی۔ اس نے ہماری کوئی مدد لینے سے انکار کر دیا۔ ہم اس کو یہ یقین نہیں دلا سکے کہ ہم اُس کی مدد محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں کہ خوف اُن کی ساری زندگی پہ محیط ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ وہ انسانوں سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ کئی بار اپنے خوف کی وجہ سے وہ جلدی لڑ پڑتے ہیں۔ اُنہیں لگتا ہے کہ کوئی انسان یا بعض لوگ اُنہیں دھوکا دے رہے ہیں۔ اُن کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔ اُن کا راز کسی کو معلوم ہو جائے گا۔ اور بعض دفعہ خوف کی وجہ سے وہ خود بھی لوگوں کو اپنے راز بتا دیتے ہیں۔ اُن کو لگتا ہے کہ اُن کے جو قیمتی کاغذات ہیں وہ کوئی چرا لے گا۔

خوف کی جڑ میں بدظنی بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کے خلوص پہ شک کرتے ہیں۔ اور شک کی وجہ سے کئی بار وہ اچھے انسانوں پہ اعتبار نہیں کرتے اور سہارے کے لئے سانپ پہ ہاتھ ڈال دیتے ہیں یعنی غلط لوگوں پہ بھروسہ کر لیتے ہیں۔

مَیں ایک ایسے کمزور خوفزدہ والدین کو جانتی ہوں جن کی بیٹی کا کوئی مسئلہ تھا اور وہ کسی ایسے انسان سے مشورہ لے رہے تھے جن کی ہمدردیاں شاید اُن کی بیٹی کے ساتھ نہ تھیں۔ مگر والدین اُس کو اپنا دوست سمجھتے تھے۔ وہ اُن کو کہہ رہے تھے کہ آپ سب کچھ لکھ کر فلاں جگہ دے دیں۔ اور بھی ایک جگہ لکھ کر بھیج دیں تا کہ آپ کے مخالف فریق کو سزا ملے۔ شاید مشورہ دینے والے کی نیت خراب نہ ہو مگر مشورہ بہت غلط تھا۔

ہم نے اُن سے کہا جب آپ کا مسئلہ ایک جگہ خاموشی سے اور رازداری سے حل ہو رہا ہے تو آپ خود کیوں صرف مخالف فریق کو سزا دلوانے کے لئے بات کو عام کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے دوسرے فریق کا کچھ خاص نقصان نہ ہوگا کیونکہ اُن کی پہلے بھی کافی شکایات ہیں مگر آپ کا بے حد نقصان ہوگا۔ اس کی مثال ہم نے اُن کو یہ دی کہ یہ ایسا ہی نقصان دہ ہے جیسے کسی کے ناک پہ مکھی بیٹھے اور کوئی اُس کی ناک پہ بیٹھی مکھی مارنے کے لئے ناک پر پتھر مار دے۔ مکھی تو اُڑ جائے گی مگر ناک ٹوٹ جائے گی۔ شکر ہے اُن کو یہ بات سمجھ آگئی اور مسئلہ حل ہو گیا۔

یہاں میں ایک بات کہنا ضروری سمجھتی ہوں کہ جس سے مشورہ مانگا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے۔ اُس کو رازداری بھی رکھنی ہوتی ہے۔ اور اس پہ فرض ہے کہ وہ یہ سوچے کہ یہ لڑکی یا لڑکا جس کے بارے میں مجھ سے مشورہ لیا جا رہا ہے اگر وہ میرے رشتہ دار ہوتے یا اس کی جگہ میرا بیٹا یا بیٹی ہوتے تو کیا مَیں یہی مشورہ دیتا۔ جب مشورہ دیں تو مکمل خلوص اور دیانت داری سے مشورہ دیں ورنہ نہ دیں۔ کہہ دیں ہم دعا کریں گے۔ اگر آپ اپنی تحقیق کی رو سے دیانتداری سے مخالف فریق کو حق پہ سمجھتے ہیں تو بیشک کہہ دیں کہ ہمیں آپ کا مخالف فریق زیادہ حق پہ لگتا ہے۔ لیکن اگر کسی مصلحت سے یہ نہ کہنا چاہیں تو صرف دعا کریں اور کچھ نہ کہیں۔

خیر یہ تو برسبیل تذکرہ ذکر ہو گیا ہے کہ ہمیں بہت محتاط ہو کر مشورہ دینا ہے۔ کسی کے نقصان کا مشورہ نہیں دینا ورنہ وہ بربادی ہمارے بیٹے یا بیٹی پر بھی خدانخواستہ آسکتی ہے۔ اور ہمیں کسی کے پردے بھی فاش نہیں کرنے۔ خدا تعالیٰ ستار ہے اور ستاری کو پسند کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ہماری بے شمار کمزوریوں، کوتاہیوں کی پردہ پوشی نہ فرمائے تو ہم تو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اس لئے ستار بھی بنیں۔

اسلام میں کسی سے مدد لینا منع نہیں بلکہ پسندیدہ ہے اور نیکی و تقویٰ کے کاموں میں خصوصیت سے ایک دوسرے سے تعاون کا حکم ہے۔ مگر کمزوری اور بزدلی منع ہے۔ ویسے تو خدا تعالیٰ ظلم کو بالکل پسند نہیں کرتا مگر خدا تعالیٰ بزدلی کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ اگر ایک ظالم اور ایک بزدل کا مقابلہ ہوگا تو پہلے بزدل ہارے گا۔ بزدلی سے انسان اپنے عظیم الشان جاہ وجلال والے خدا کو نعوذ باللہ بدنام کرتا ہے۔ مومن ہمیشہ شجاع اور بہادر ہوتا ہے۔ اگر کوئی قادر اور مقتدر خدا کا غلام ہے تو بزدل کیوں؟ بزدلی سے خدا کی غیرت بھڑکتی ہے اور خدائے بزرگ و برتر کی مدد عام طور پہ بزدلوں کو نہیں آتی۔ مگر بہادری کا مطلب یہ نہیں کہ انسان ہر کس و ناکس سے لڑتا پھرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو...... اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں"۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

بہادری کا مطلب ہے کہ انسان موقع محل کے مطابق عقلمندی، مضبوطی اور سب سے بڑھ کر تقویٰ سے عمل کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت مسکین بنے رہو اور شرّ کا مقابلہ نہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ حلم اور مسکینی اور غربت اور ترک مقابلہ اچھا ہے۔ مگر اگر بے محل استعمال کیا جائے تو بُرا ہے۔ سو تم محل اور موقعہ دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو"۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 44)

جس طرح خدا تعالیٰ کا تقویٰ اور بے وقوفی ایک انسان میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ ایک انسان خدا سے ڈرنے والا یعنی تقویٰ والا ہو اور بزدل بھی ہو۔ جو خدا کے آگے فرمانبرداری کرتے ہوئے گر جائے تو خدا تعالیٰ اسے دنیا کے آگے نہیں گرنے دیتا۔ مسلمان عقلمندی اور بہادری سے عمل کرتا ہے۔ بغیر سوچے سمجھے عمل نہیں کرتا۔

عدم تحفظ اور بزدلی کا آغاز عام طور پر بچپن سے ہوتا ہے۔ لیکن والدین حکمت عملی سے خدا کی مدد سے اس بزدلی کو کم کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کا بچہ کسی مخصوص جانور مثلاً کتے یا بلی سے ڈرتا ہے تو ایسے وقت میں جب بچے کو محسوس نہ ہو وہ ہنس رہا ہو۔ وہ جانور اچانک اس کے سامنے لے آئیں اگر وہ اندھیرے سے ڈرتا ہے تو اسے سمجھا کر اندھیرے میں لے جائیں وہاں جا کر اس کے ساتھ ہنسیں، مذاق وغیرہ کریں کہ دیکھو ہم بالکل ٹھیک ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ البتہ اس حد تک ڈر ضرور ہونا چاہئے جو نارمل ہے مثلاً وہ آگ سے ہاتھ پیچھے کرے کہ ہاتھ نہ جل جائے۔ کوئی زہریلا کیڑا ہاتھ میں نہ پکڑے۔ مگر غیر ضروری ڈر بھی نہ ہو۔ والدین بچے کے سامنے خوف کا مظاہرہ نہ کریں۔ اسے بہادر لوگوں کی کہانیاں سنائیں۔ اگر وہ بہادری کا مظاہرہ کرے تو تعریف کریں۔ اچھی بات پر تعریف کرنا بہت ضروری ہے۔

(2) اپنی ذات کے خول میں بند ہونے والے

خود پہ ترس کھانے والے کمزور لوگ اور بچے عام طور پر Introverted یعنی اپنی ذات کے خول میں بند ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ خیالی پلاؤ بناتے ہیں یعنی تصور ہی تصور میں اونچے اونچے خواب دیکھتے ہیں مگر عمل کم ہوتا ہے۔ Introverted بچے کبھی کبھی اپنے کھلونوں اور گڑیوں سے باتیں کرتے ہیں۔ لیکن ہر بچہ جو کھلونوں اور گڑیوں سے باتیں کرے وہ Introverted نہیں ہوتا۔ مگر اکثر ہوتے ہیں۔ ایسے بچے اجنبی لوگوں کے سامنے بولنے اور جانے سے گھبراتے ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے کے لئے انسان کو extroverted ہونا پڑتا ہے۔ یعنی اپنی ذات کے خول سے باہر آکر ترقی کرنی ہوتی ہے۔

میری ایک عزیزہ نے بہت پریشانی سے مجھے بتایا کہ اُس کی 9 سالہ بچی کے بارے میں اُس کی ٹیچرز نے کہا ہے کہ وہ جاگتے میں خواب دیکھتی رہتی ہے۔ اگر آواز دو تو تیسری چوتھی بار آواز دینے پہ چونک کر جواب دیتی ہے۔ وہ سنتی ہی نہیں یعنی غور نہیں کرتی۔ حالانکہ اُس کی شنوائی ماشاء اللہ بالکل صحیح ہے مگر وہ اپنے خیالوں کی دنیا میں ہوتی ہے۔ میں نے اُس کی والدہ کو کہا کہ تم اس بچی سے زیادہ سے زیادہ باتیں کرنے کی

کوشش کرو۔ دعا کرو۔ اور یہ تب بہتر ہو جائے گی جب اِس کے ماں اور باپ کی آپس کی ہم آہنگی اور Communication یعنی رابطہ اچھا ہو جائے گا۔

جب والدین میں ہم آہنگی نہ ہو اور جذباتی خلیج ہو تو بچے اپنی دنیا خیالوں میں بسا لیتے ہیں۔ بچوں کو خوشی چاہئے ہوتی ہے ،ایک متوازن مسکراتا ہوا ماحول اور جہاں افراد کے درمیان فاصلے نہ ہوں۔ بچوں کو اس بات سے اتنی غرض نہیں ہوتی کہ والدین کی ہم آہنگی نہ ہونے میں عام طور پہ قصور کس کا ہے؟ ان کا گھر ان کی جنت ہوتا ہے۔ جب اس کا ماحول خراب ہو تو وہ ماں اور باپ دونوں سے مایوس ہو کر اور ناراض ہو کر اپنی ذات کے خول میں بند کمزور بچے بنتے ہیں۔ ان کو یہ تکلیف ہوتی ہے کہ دونوں نے مل کر اس کی جنّت تباہ کر دی ہے۔

(3) احساس کمتری اور شکست خوردہ ذہنیت۔ ناشکرا پن

خود پر ترس کھانے والے لوگ کبھی کبھی شدید احساسِ کمتری کا شکار اور شکست خوردہ ذہنیت والے ہو جاتے ہیں۔ یہ تیسرا بڑا مسئلہ ہے۔ اس وجہ سے کئی بار اُن کے اخلاق اور کردار پہ بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اکثر ان کو شکایات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ’میں بے چارہ‘، ’میرے ساتھ ایسے ہو گیا‘، ’میں نے سب کے ساتھ اچھا کیا‘، ’میرے ساتھ اکثر لوگوں نے برا کیا‘، ’میری قسمت ہی ایسی ہے‘۔

یا پھر بچوں کے لئے شکایات پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً ’میرا بچہ کسی کی بات برداشت نہیں کر سکتا‘۔ ’میرے بچے کو سردی لگ جائے گی‘۔ ’میرے بچے کو انعام کیوں نہ ملا‘، ’میرے ساتھ ہی ہمیشہ ایسے کیوں ہوتا ہے‘، ’ہمیں خوشی ہی کونسی ملی‘، ’میرا حال کوئی نہیں پوچھتا‘، ’میرے تو بچپن میں بھی پریشانیاں ہی تھیں‘، ’میری قسمت ہی خراب ہے‘، ’ہر وقت مصیبتیں ہی ہیں‘، ’میں ہی کیوں بیمار ہوتی ہوں‘، ’ہمیں تو کوئی خوشی نہ ملی‘۔ وغیرہ وغیرہ

یہ سب ناشکری کی باتیں ہیں اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اگر تم نے ناشکری کی تو (یاد رکھو) میرا عذاب یقیناً سخت (ہوا کرتا) ہے“۔ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر 8)

حالات کا مقابلہ کرنے کی بجائے جو شخص اپنے پر ترس کھاتا ہے، وہ اپنے عزیز اور نصیر اور غالب خدا کو نعوذ باللہ بدنام کرتا ہے۔ اگر وہ واقعی مظلوم ہے اور مومن ہے تو اُس کا مالک ایسا تو نہیں کہ اس کو پوچھے ہی نہ اور دنیا اُس پہ مسلسل ظلم پہ ظلم کرتی رہے۔ وہ مالک تو اتنا اچھا ہے کہ اُس نے فرمایا ہے: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الروم:48) ترجمہ: اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

خدائے عزوجل نے خود اپنے پہ فرض کر لیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان لانے والے لوگوں کی مدد کرے گا۔ پھر ایک خود پر ترس کھانے والے، خود کو مظلوم سمجھنے والے کا مالک کہاں ہے؟ وہ اپنے اردگرد کے لوگوں کو اور اپنے بچوں کو کیسے مالک کا تصور دے رہا ہے؟ بات یہ ہے کہ ہمارے اردگرد بے شمار خوشیاں ہوتی ہیں مگر کچھ کانٹے ہوتے ہیں۔ وہ بھی عام طور پر ہمارے اپنے ہی بکھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر ہم خوشیوں کو محسوس ہی نہیں کرتے۔ بھاگ کر بار بار کانٹوں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں اور پھر اپنا خون دیکھ کر روتے ہیں۔ ہم اپنے زخموں کو بھرنے ہی نہیں دیتے۔ اپنی پرانی پرانی، چھوٹی بڑی تکالیف کی یادوں کو بار بار دہراتے ہیں۔ اور یوں اپنے زخم چھیلتے رہتے ہیں اور خوشیوں کے لمحے بغیر محسوس ہوئے گزر جاتے ہیں۔

ایک بار ہم بس میں جلسہ سالانہ سے واپس آ رہے تھے۔ ساری بس میں ہماری جماعت کے لوگ تھے۔ ایک بچے کو اپنی والدہ سے کچھ شکایت پیدا ہوئی۔ اس نے رونا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگا ماما! آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہیں۔ آپ نے پچھلے سال ایسے کیا۔ فلاں وقت ایسے کیا۔ پھر اس نے اور پرانی باتیں دہرائیں۔ ہم سب پریشان ہو گئے۔ میں نے اس کی والدہ سے کہا یہ تو ہماری اُردو کلاس کا اتنا اچھا ذہین بچہ ہے۔ یہ ایسے کیوں کر رہا ہے؟ مجھے لگا کہ وہ ابھی کہے گا۔ ماما آپ نے میری پیدائش سے بھی پہلے مجھ پر ظلم کیا تھا۔ حالانکہ وہ ایک اچھی پیار کرنے والی ماں ہے۔ اس کی والدہ نے ہماری پریشانی دیکھ کر کہا کہ یہ ہمیشہ ایسے کرتا ہے۔ مَیں پریشان ہوں۔ کوشش کرتی ہوں کہ یہ ایسے نہ کرے۔ کئی بار ہم خود اور ہمارے اردگرد کے کئی لوگ ایسا کرتے ہیں۔ ہمیں شیطان کے مقابلے میں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ شیطان کو شکر گزار لوگ پسند نہیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جہاں تک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے اور کوئی دقیقہ تدبیر کا فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے کہ جس سے بُری صحبت اور بدمجلس اور خراب عادت سے اپنے آپ کو بچاوے۔ یاد رکھو تقویٰ اور نیکی کے حصول کے لئے تدابیر میں لگے رہنا بھی ایک مخفی عبادت ہے۔ اس کو حقیر مت سمجھو۔ جب انسان اس کوشش میں لگا رہتا ہے تو سنت اللہ یہی ہے کہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راہ کھول دی جاتی ہے جو بدیوں سے بچنے کی راہ ہے۔ لیکن جو شخص بدیوں سے بچنے کی اور نیکی کو عمل میں لانے کی تدبیر نہیں کرتا سمجھو کہ وہ بدیوں پر راضی ہو گیا۔ ایسے آدمی سے اللہ تعالیٰ الگ ہو جاتا ہے۔ پھر بدی کا چھوڑنا بھی اسے ناممکن ہو جاتا ہے“۔ (تقریریں)

(4) Learned Helplessness یعنی سیکھنے میں بیچارگی

جذباتی طور پہ کمزور اور خود رحمی (Self-Pity) کے شکار والدین کے بچوں میں عجیب سی بیچارگی کی کیفیت اکثر اوقات پائی جاتی ہے۔ اس کو Learned Helplessness کہتے ہیں۔ یعنی کچھ سیکھنے میں ان کو مسئلہ ہوتا ہے۔

اس بیچارگی کی کیفیت کو سمجھنے کے لئے شیر خوار بچوں پر ایک تجربہ کیا گیا۔ اس تجربے میں ان بچوں کو ایسے تکیوں پر لٹایا گیا جن کا رابطہ تار کے ذریعے گھومنے والے کھلونے سے تھا۔ جب بھی بچہ اپنا سر گھماتا تو تکیہ دبتا تھا جس سے کھلونا حرکت کرنے لگتا تھا۔ ایک دوسرے گروپ کے بچوں کو بھی تکیوں پر لٹایا گیا لیکن ان کے گھومنے والے کھلونے کا کنٹرول کسی اور کے پاس تھا۔ چنانچہ دوسرے گروپ کے بچوں کا اپنے ماحول پر کوئی کنٹرول نہ تھا۔ پہلے گروپ کے بچوں نے یہ سیکھ لیا کہ سر کو کس طرح گھمانے سے کھلونا حرکت کرتا ہے۔ دوسرے گروپ کے بچے یہ نہ سیکھ سکے کہ سر کے ذریعے کھلونے کو کیسے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جب دوسرے گروپ کے بچوں کو پہلے گروپ کے بچوں جیسے تکیے دئے گئے اور بیحد تربیت دی گئی تب بھی وہ سر کے ذریعے کھلونے کو کنٹرول نہ کر سکے کیونکہ وہ پہلے یہ سیکھ چکے تھے کہ ان کے سر کی حرکت سے کھلونا حرکت نہیں کرتا اس پر کسی اور کا کنٹرول ہے اور اس بیچارگی کو انہوں نے قبول کر لیا۔

(از اخبار جہاں۔ کراچی پاکستان 22 تا 28 جون 1998)

اس بات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ہم اپنے بچوں کو چھوٹی عمر سے خود پہ انحصار کرنا نہیں سکھائیں گے تو بعد میں سکھانا مشکل ہو جائے گا۔ ہم اپنے بچوں کو بعض دفعہ نادانستہ اور غیر شعوری طور پر Dependent یعنی دوسروں پہ انحصار کرنے والا بنا دیتے ہیں۔ مثلاً ہم بچوں کے چھوٹے چھوٹے کام بھی خود کریں جبکہ وہ بچے ان کاموں کو خود بھی کر سکتے ہوں۔ اگر بچے کو ہلکی سی چوٹ آ جائے تو بھاگ کر اٹھانے جائیں۔ ایسے بچے اپنی معمولی سی چوٹ کو سارے گھر والوں کو دکھاتے ہیں اور سارے گھر والے اس سے ہمدردی کرتے ہیں۔

ایک بار میرے بھانجے کو چوٹ لگ گئی۔ وہ تھوڑا تھوڑا رو رہا تھا۔ اس کو زیادہ درد نہ تھی۔ ایک دم یہ ہوا کہ میری دوسری بہن نے اُسے کہا: ”ارے تمہارا تو خون نکل رہا ہے“۔ اس نے جب اپنا خون دیکھا تو اُسے لگا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہو گئی ہے۔ اس نے زور زور سے چیخیں مارنی شروع کر دیں اور چیختا ہوا اپنی امی کی طرف دوڑا کہ ”ماما حون، حون“ یعنی (خون۔ خون) کہ ماما میرا خون نکل آیا ہے۔

بچے کو یہ احساس نہ دلایا جائے کہ اُسے بے حد چوٹ لگی ہے۔ اُس کو برداشت کرنا سکھائیں۔ اسے کہیں ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ تم تو میرے بہادر بیٹے ہو۔ اگر ہم مضبوط رویہ نہیں رکھیں گے تو بچوں کو بے حد نقصان ہوگا۔ ایسے بچے پھر ساری عمر دوسروں سے ہمدردیاں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ بچوں کو حد سے زیادہ حفاظت دینے سے بچے جذباتی طور پر بے حد کمزور ہو جاتے ہیں۔ تاہم بچوں کے ساتھ ہرگز بے حسی اور بے رحمی کا مظاہرہ نہ کریں۔ جہاں ضرورت ہو وہاں بچے کے اندر توازن مضبوطی اور خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے مناسب حفاظت، محبت، پیار سب کچھ ضرور دیں۔ مگر بچوں کو اپنے پروں کے نیچے اتنا محفوظ نہ رکھیں کہ جب وہ بڑے ہوں تو دنیا ان کو بے حد ظالم اور غیر محفوظ جگہ لگے۔ ایسے بچوں کی مثال ایک ایسے انسان کی ہوتی ہے جس کو ایک ایسے جنگل میں خالی ہاتھ بھیج دیا جائے جہاں درندے بھی ہوں وہ بالکل اپنا دفاع نہیں کر سکتے۔ ہمیں سوچنا اور فیصلہ کرنا ہے کہ کیا ہم اپنے پیچھے ایک کمزور نسل چھوڑ کر جائیں گے؟ دنیا میں بہت سے لوگ ظالم اور بے رحم بھی ہوتے ہیں۔ وہ ان بچوں کو جب وہ بڑے ہو چکے ہوں گے ترقی کی شاہراہ سے پیچھے کر دیں گے۔ ان کو اپنے پاؤں کے نیچے روند دیں گے۔ کئی بار ایسے لوگ چھپتے پھرتے ہیں یا دھکے کھاتے ہیں۔ کئی بار وہ دنیا میں کوئی دوست نہیں بنا پاتے۔ یا ایک دوست چھٹ جائے یا بے وفائی کر دے تو اور دوست بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔

ایک کالج میں دو پروفیسر خواتین تھیں۔ وہ بہت اچھی دوست تھیں۔ ان میں سے ایک نے کسی تیسری خاتون سے دوستی کر لی۔ وہ بھی پروفیسر تھیں۔ اور پھر پہلی دوست کو کسی معمولی بات پہ ناراض ہو کر اکیلا چھوڑ دیا۔ اب یہ دونوں اکٹھی پھرا کرتی تھیں اور تیسری جس کو اکیلا چھوڑ دیا تھا وہ شدید ڈیپریشن کا شکار ہو گئی۔ وہ رات رات بھر جاگتی رہتی اور روتی رہتی۔ جبکہ اُن کی پہلی سہیلی اور اس کی نئی سہیلی دونوں خوش باش ہوتیں۔ جب معلوم کیا گیا کہ آخر وہ اپنی دوست پر اتنا انحصار کیوں کرتی ہیں اور وہ زیادہ لوگوں سے دوستی کیوں نہیں کر سکتیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہیں اور وہ بے حد لاڈلی تھیں۔ اُن کی والدہ اُن کو حد سے زیادہ تحفظ (Protection) دیتی تھیں اور ان کے سب کام خود کرتی تھیں یہاں تک کہ جب وہ بڑی بھی ہو گئیں تو اُن کو دانتوں کے برش پہ ٹوتھ پیسٹ بھی خود لگا کر دیتی تھیں، باتھ روم میں تولیہ بھی والدہ رکھتی تھیں۔ اس طرح وہ ایک کمزور شخصیت اور دوسروں پہ انحصار کرنے والی بن گئیں۔ جبکہ اُن کی دوست بیحد مضبوط شخصیت کی خود اعتماد خاتون ہیں۔ اِس لئے وہ ان کو بے حد پسند کرتی تھیں۔ وہ ایک طرح سے سہارا ڈھونڈتی ہیں۔ اب جبکہ ان کے والدین فوت ہو گئے ہیں ان کو اپنے والدین کی وفات کے بعد ایک مضبوط سہارا چاہئے تھا جو کہ یہ سہیلی تھیں مگر اب وہ بھی چھن گئیں۔

کئی بار ایسے لوگ نفسیاتی ہسپتالوں میں علاج کے لئے جاتے ہیں۔ کئی بار کمزور لوگ نشہ آور چیزوں کے عادی ہو جاتے ہیں۔ کئی بار ایسے لوگ خودکشی کی کامیاب یا ناکام کوششیں کرتے ہیں۔ نشہ کرنے والے اور خودکشی کی کوشش کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو ایسے سہارے تلاش کرتے ہیں جن کے پیچھے وہ چھپ سکیں۔ ان میں آہستہ آہستہ تحمل، برداشت، مستقل مزاجی، بہادری، دوسروں کی تکلیف برداشت کرنے کی صلاحیت، چستی، ہنگامی حالات میں عمل کرنے کی صلاحیت، خوش مزاجی، چاق و چوبند ہونا، محنت کی عادت یہ سب کم ہونے لگتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت میں عقلمند، ذی فہم اور اولوالعزم افراد کو دیکھنا چاہتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں:

”......وہ لوگ جو درحقیقت پارسا طبع اور خدا ترس اور نوع انسان سے ہمدردی کرنے والے اور دین کی ترقی کے لئے بدل و جان کوشش کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں بٹھانے والے اور عقلمند اور ذی فہم اور اولوالعزم اور خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے“۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 205 حاشیہ)

آیئے ہم سب کوشش کریں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہمیں حضور علیہ السلام کی ان عظیم توقعات پر پورا اترنے والا بنائے اور ہم ہر قسم کے افراط و تفریط سے بچنے والے قوی و امین اور اولوالعزم احمدی مسلمان بنیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت داؤد جان شہید

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ جون 2006ء میں مکرم داؤد جان صاحب شہید کابل کے حالات واقعات اور ان کے اہل خانہ پر مصائب کا بیان اُن کے بیٹے محترم ابراہیم جان صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ اس بارہ میں ایک مختصر مضمون قبل ازیں ہفت روزہ ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ 5/جون 1998ء کے اسی کالم میں شائع ہوچکا ہے۔

حضرت داؤد جان کا گاؤں ہاشم خیل تھا، والد کا نام میرا جان اور والدہ کا نام سید بانو تھا۔ بارھویں پاس کرنے کے کچھ عرصہ بعد آپ کی شادی بی بی حُورا سے ہوگئی جو آپ کے چچا خان جان کی بیٹی تھی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد آپ کی بیوی کی وفات ہوگئی۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے احمدیت قبول کر لی۔ اس پر آپ کا چچا (سابقہ سُسر) آپ کی جان کا دشمن بن گیا۔ آپ افغان فوج میں صوبیدار بھرتی ہوگئے اور جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے رخصت لینے لگے۔ افسران بالا نے آپ کو اس سے روکنا چاہا تو آپ ملازمت کو خیر باد کہہ کر اپنے گاؤں ہاشم خیل میں ہی قیام پذیر ہوگئے۔ وہاں دعوت الی اللہ بھی شروع کردی۔ آپ سے اعتراضات کا جواب سن کر آپ کے دوسرے سسر محترم محمد شاہ صاحب نے احمدیت کی مخالفت ترک کردی اور ایک سخت مخالف نذیر احمد نے احمدیت قبول کرلی۔ پھر آپ کی اہلیہ بھی احمدی ہوگئیں تو آپ کو خیال آیا کہ اپنی جائیداد فروخت کرکے پاکستان منتقل ہوجائیں جہاں ایک لڑکے کو جامعہ میں بھی داخل کروائیں۔ لیکن اسی دوران آپ کے سابقہ سسر خان جان کی شکایت پر افغان حکام نے آپ کو احمدیت قبول کرنے کی پاداش میں گرفتار کرلیا۔ جب آپ کو سرکاری اہلکار لے جانے لگے تو آپ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اس قوم نے جو سلوک محترم صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کیا تھا میرا راستہ بھی وہی ہے۔ تم سب دُعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھے صداقت پر قائم رکھے اور ثبات قدم نصیب ہو۔

پھر آپ کو گورنر کے روبرو پیش کیا گیا جہاں علماء اور مشائخ بھی موجود تھے۔ گورنر کی اجازت سے اُن لوگوں نے آپ پر بے شمار اعتراضات کئے۔ آپ کے جواب سن کر قاضی صاحب نے خدا کو حاضرو ناظر جان کر قرار دیا کہ داؤد جان کا عقیدہ بالکل درست ہے اور داؤد جان کا ایمان کامل ہے۔ اس پر مولوی صاحبان مشتعل ہوگئے۔ خان جان نے غصہ سے کہا کہ مجھے قاضی صاحب کا فیصلہ نامنظور ہے۔ میں داؤد جان کو واپس گاؤں لے جاؤں گا اور میں خود اسے ملک بدر کروں گا مگر گورنر نے آپ کو اُس کے حوالے نہیں کیا اور وقتی طور پر اس مشتعل ہجوم سے آپ کو بچانے کی خاطر جیل بھجوادیا۔ لیکن اُسی شام مولویوں نے ایک ہجوم کے ساتھ حوالات پر حملہ کیا اور سرکاری اہلکاروں کو زخمی کرکے آپ کو باہر نکال لیا۔ پھر وقفہ وقفہ سے تین بار آپ کو توبہ کرنے کو کہا لیکن آپ نے ہر بار یہی جواب دیا کہ میں نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کی پہچان کر لی ہے اور اس صداقت کے لئے اگر مجھے جان کی قربانی بھی دینا پڑی تو میں ہر قربانی کے لئے تیار ہوں۔ اس پر کچھ مولوی مشتعل ہوکر آگے بڑھے اور آپ کو ہاتھوں پیروں سے پکڑ کر تین چار بار اوندھے منہ زمین پر زور زور سے پٹخا مگر آپ کا پھر بھی وہی جواب رہا۔ اس پر پہلے تو مشتعل ہجوم نے پتھراؤ کیا اور پھر بعض نے بندوقیں داغ دیں اور آپ کو شہید کردیا۔

شہادت کے بعد آپ کی بیڑیاں اور ہتھکڑی کھولی گئی تو لوگوں نے دوبارہ سنگباری کی اور گولیاں داغیں اس پر بھی صبر نہ آیا تو بعض نے اُن کے جسم پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگادی مگر خدا تعالیٰ کی شان کہ آپ کے جسم کو آگ نے نہیں چھوا۔ اس نشان کو دیکھ کر بھی عقل کے اندھوں نے فائدہ نہ اُٹھایا بلکہ الٹا یہ کہنا شروع کردیا کہ داؤد جان کفر کی اس حد تک جا پہنچا تھا کہ اب آگ بھی اسے قبول نہیں کرتی۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ ہمارے لئے ہمدردی کا جذبہ رکھنے والے بھی تھے اُنہی میں سے ایک جا کر گاؤں سے چارپائی لے آیا اور مجمع میں موجود ہمدردوں میں سے ایک ہمارا ہمسایہ میرا گل نامی بھی تھا۔ سب میت کو قریباً ایک میل دُور گاؤں کے باہر تک لے آئے۔ پھر میرا گل نے میری والدہ صاحبہ کو اطلاع دی کہ آکر اُن کا دیدار کرلیں۔ میری والدہ نے بتایا کہ اُن کے چہرہ کے سوا باقی تمام جسم زخموں سے چور تھا۔ دیدار کے ساتھ میری والدہ بے ہوش ہوگئیں اور اُنہیں گھر پہنچا دیا گیا۔ پھر آپ کو قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لے گئے۔ لیکن خان جان نے مزاحمت کی جس کی وجہ سے آپ کو دفن کرنے کے لئے کچھ فاصلہ پر ایک اَور قبر کھودی گئی۔ خان جان نے پھر مزاحمت کی تو تیسری قبر قریباً آدھ میل دُور کھودی گئی اور خان جان کی مخالفت کے باوجود وہاں گاؤں والوں نے دفن کردیا۔

تدفین کے دوران ہی خان جان آپ کے گھر کا سارا سامان، تمام جانور، غلہ نقدی زیور برتن غرض سب کچھ اٹھا کر اپنے ہاں لے گیا۔ پھر گھرانہ کی بندر بانٹ شروع ہوئی اور خان جان کے حصہ میں میرے والد کی آدھی زمین، بیوہ، بیٹی امینہ اور سب سے چھوٹا بیٹا گل جان آئے اور بقیہ آدھی زمین اور ہم دو بھائی خان جان کے بھتیجے نادر جان کے حصہ میں آئے۔ میری والدہ نے حاکم وقت سے فریاد کی کہ اُن کے خاوند کی جائیداد واپس دلوادی جائے تاکہ ہماری گزراوقات کا باعزت سامان ہوسکے لیکن حاکم نے جواب دیا کہ تمہارے خاوند نے اچھے گھرانے کا فرد ہوتے ہوئے احمدیت کو قبول کیا اور کفر اختیار کیا اور میری ناک کٹوائی اس لئے میں تمہاری مدد کرنے سے قاصر ہوں بلکہ جو کچھ بھی ہوا ہے یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا وہ سب میرے علم میں ہے اور میرے ہی کہنے پر ہوا ہے۔ اس پر آپ نے اُسے جواب دیا کہ اگر صداقت کو قبول کرنے سے تم لوگوں کی ناک کٹتی ہے تو سن لو کہ وہی صداقت میں نے بھی قبول کی ہوئی ہے۔

حضرت داؤد جان کی شہادت کے بعد بعض اہم لوگوں نے یہ اظہار کیا کہ انہوں نے آپ کو ایسی حالت میں خواب میں دیکھا ہے جس سے اظہار ہوتا تھا کہ آپ کو ناحق مارا گیا ہے۔ اسی طرح کچھ عرصہ بعد شدید زلزلہ آیا جس کے جھٹکے تین دن محسوس ہوتے رہے اور اس سے بہت سارے مکانات منہدم ہو گئے اور کئی لوگ مارے گئے۔ اُس وقت لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم نے داؤد جان پر ظلم کیا ہے اس وجہ سے آج اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

جب ہم خان جان کے گھر پر اُس کے اہل و عیال کی خدمت پر مامور تھے تو ایک روز اُس کی بیوی بابکہ نے پہاڑی سے لکڑیاں کاٹ کر لانے کے لئے ہمیں بھیجا، پھر زمین سے چارا لانے کے لئے بھیجا۔ جب میری والدہ واپس آئیں تو اُس نے اس بات پر اُنہیں مارنا شروع کیا کہ وہ کم چارا کیوں لائی ہیں۔ میری بہن کے شور مچانے پر دوسری عورتوں نے آکر اُنہیں بابکہ سے نجات دلائی۔ اپنی بے بسی اور بیکسی کو بیان کرنے کے لئے میری والدہ گاؤں میں اپنے ایک رشتہ دار شین گل کے گھر گئیں تو اُس نے بتایا کہ خان جان نے زامو نامی شخص کے ہاتھ تم ماں بیٹی کا سودا کردیا ہے، اگر اپنی اور بچی کی عزت بچاسکتی ہو تو آج رات ہی یہاں سے چلی جاؤ۔ میری والدہ کے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ شین گل اور خان جان کے ایک داماد حاجی اقبال نے آپ کی مدد کرنے کی حامی بھری تو میری والدہ صاحبہ نے دل پر پتھر رکھ کر اپنے وطن اور اپنی اولاد کو خیر باد کہنے کی ٹھان لی مگر ان کو اولاد کا غم کھائے جارہا تھا۔ آخر وہ اللہ تعالیٰ کے آسرے پر اپنی محبوب ترین نرینہ اولاد کو افغانستان میں اپنے گاؤں کے درندہ نما انسانوں کے سپرد کرکے اپنے عزیز و اقارب، اپنا سب مال و متاع، گھر بار چھوڑ کر نامعلوم مقام کی طرف روانہ ہوگئیں تاکہ اپنی اور اپنی بیٹی کی عزت بچاسکیں۔

شام ہونے کو تھی۔ دونوں ماں بیٹی ابھی ایک قریبی پہاڑی جنگل تک ہی گئی ہوں گی کہ انہیں گاؤں کی طرف سے بہت سے لوگ اپنی طرف آتے نظر آئے۔ اس پر انہوں نے درختوں کے پتوں میں میری بہن کو اور خود کو چھپالیا۔ گاؤں کے لوگ ان کے قریب سے گزر گئے۔ میری والدہ اور میری بہن گاؤں کے لوگوں کی باتیں سن رہی تھیں۔ وہ باتیں کر رہے تھے کہ اتنے بڑے جنگل میں وہ اکیلی نہیں آسکتیں۔ وہ گاؤں کے قریب ہی کسی دوسرے گاؤں میں چھپ گئی ہوں گی یہی گفتگو کرتے ہوئے وہ واپس گاؤں کی طرف چلے گئے۔ وہ ساری رات دونوں وہیں چھپی رہیں اور اگلی صبح اذان سے قبل آگے چل پڑیں۔ راستہ میں ایک جگہ دریا آڑے آیا اور میری والدہ صاحبہ اللہ اکبر کہہ کر میری بہن کو کندھوں پر بٹھا کر دریا عبور کرنے کے لئے دریا میں داخل ہوگئیں۔ دریا میں طغیانی تھی اور عبور کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا مگر اپنی اور اپنی بیٹی کی عزت بچانے کے لئے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا پڑیں۔ پیدل سفر کرتے ہوئے راستہ میں دوسری رات بھی آئی۔ سردی کا موسم تھا، جسم پر لباس نامکمل اور ننگے پاؤں ہر تکلیف کا دونوں نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ سفر کے دوران ایک تیسری رات بھی آئی جو راستہ میں آنے والے ایک مزار پر گزاری۔ یہاں آپ نے خواب میں ایک وجیہہ صورت انسان کو سفید رنگ کی داڑھی اور سفید ہی پگڑی باندھے کھڑے دیکھا۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ بیٹی کہاں جا رہی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ باباجی میری منزل کا ابھی تک کوئی علم نہیں۔ میں ایک غیر معلوم منزل کی طرف جا رہی ہوں۔ اس پر اُس بزرگ نے کہا جہاں تم جا رہی ہو وہاں دونوں کو اللہ خیر و عافیت سے پہنچا دے گا، فکر کرنے اور گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُس بزرگ نے مزید کہا کہ صبح یہاں مزار سے روانہ ہوتے وقت دو چادریں بھی ساتھ لے لینا تاکہ اُن چادروں میں تم اپنے آپ کو اور اپنی بیٹی کو چھپا سکو۔ اس کے بعد میری والدہ صاحبہ کی آنکھ کھل گئی۔ صبح سحری کے وقت مزار سے روانگی سے قبل میری والدہ صاحبہ نے مزار سے صرف ایک چادر اٹھالی اور اُسے میری بہن کے سر پر اس طریقہ سے باندھا کہ میری بہن لڑکی کی بجائے اُس پگڑی کی وجہ سے لڑکا نظر آئے اور اس کے بعد اس مزار سے مزید سفر کے لئے روانہ ہوگئیں۔ کچھ ہی دیر بعد پاک افغان سرحد آگئی اور دونوں وہاں پر ایک احمدی کے گھر تک پہنچ گئیں۔ ناشتہ کیا اور ایک دن اور ایک رات وہاں گزار کر پاراچنار میں ایک احمدی ڈاکٹر صاحب کے ہاں آگئیں۔ جنہوں نے ایک احمدی صوفی غلام محمد صاحب کے پاس ڈاک بنگلہ میں دونوں کے قیام کا انتظام کردیا۔ قریباً نو ماہ بعد جب صوفی صاحب ترقی پاکر بنوں آگئے تو دونوں اُن کے ساتھ ہی بنوں آگئیں۔ کچھ عرصہ بعد صوفی صاحب دونوں کو ربوہ لے آئے۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے حضرت چھوٹی آپا کے ہاں ملاقات ہوئی۔ محترمہ چھوٹی آپا نے دونوں کو لجنہ بیرک میں رہائش دلوادی اور حضورؓ نے ماہانہ گزارہ کے لئے پانچ روپے فی کس ادا کرنے کا ارشاد فرمایا نیز لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ سے دو وقت کا کھانا بھی مہیا فرمادیا۔ میری والدہ صاحبہ اور بہن اس تنگدستی کی حالت میں بھی اخلاص سے بھری ہوئی تھیں چنانچہ انہی ایام میں وہ وصیت کے نظام میں شامل ہو گئیں اور پانچ روپے امداد میں سے ہی چندہ وصیت ادا کرنا شروع کردیا۔ میری بہن کو سکول میں داخل کروادیا گیا اور اُس کی پڑھائی کا خرچ مکرم سید میر داؤد احمد صاحب نے اپنے ذمہ لے لیا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24/دسمبر 2005ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی ایک نظم ’’علم صداقت‘‘ سے انتخاب پیش ہے:

عصر بیمار کی اب دوا اَور ہے
حال پہلے سے اس کا بُرا اَور ہے
کون نکلا ہے علم صداقت لئے
گرم پھر کوئی کرب و بلا اَور ہے
سر تو سردار کا ہے بنوکِ سناں
کوئی باطل کے آگے گرا اَور ہے
جس کی نوچی گئی تھیں سبھی کونپلیں
وہ تو پہلے سے پھولا پھلا اَور ہے

پھر میرے بڑے بھائی غازی جان افغانستان سے ربوہ آ گئے اور یہاں پڑھائی کے ساتھ ساتھ ریڈیو اور گھڑیوں کی معمولی مرمت کا کام بھی شروع کردیا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا مکان بنانے کی توفیق بھی دیدی۔ میری بہن کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کروادی اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ اٹلی میں مقیم ہے۔

جب میری والدہ صاحبہ اور بہن پاکستان چلے آئے تو اس کے بعد مجھ پر خان جان اور اُن کے گھر والوں نے اڑھائی سال کی عمر میں ہی ظلم کرنا شروع کردیئے۔ ہم بھائی دو گھروں میں بانٹے گئے تھے۔ جب تک میں افغانستان میں تھا میری اپنے بڑے بھائی غازی جان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میرے ساتھ میرا چھوٹا بھائی گل جان، خان جان کے گھر پر تھا اور ہم دونوں اُس کے زرخرید غلاموں کی طرح تھے۔ وہ ہم سے جو چاہتے جب چاہتے ، جہاں چاہتے کام کرواتے مثلاً لکڑیاں لانا، مویشیوں کے لئے چارہ لانا، مویشی چرانا، مویشیوں کا گوبر اٹھانا اور کھیتوں تک لے کر جانا، کھیتوں کو پانی لگانا۔ الغرض ہم دونوں اُن کا حکم بجالاتے اور معمولی سی غفلت پر ہم دونوں پر بہت سخت ظلم کیا جاتا ، مارا جاتا ، بھوکا رکھا جاتا اور اگلے روز دگنا کام لیا جاتا۔ ان تمام مشکلات سے تنگ آ کر میرے چھوٹے بھائی گل جان نے گھر سے راہ فرار اختیار کی یعنی وہ گھر سے بھاگ گیا اور پھر تقریباً ایک ماہ بعد واپس آ گیا۔

ایک روز بابکہ نے ہم دونوں کو چوزوں کی نگرانی کے لئے گھر سے باہر بٹھایا ہوا تھا کہ اس دوران ایک کوا ایک چوزے کو اُچک کر لے گیا۔ اس پر بابکہ سخت ناراض ہوئیں اور ہم دونوں کو سخت مارا۔ اس ناروا ظلم سے تنگ آ کر ہم دونوں بھائی گھر سے بھاگ نکلے اور پانچ میل دُور ایک گاؤں چریان کی مسجد میں چلے گئے۔ وہاں سے ایک ٹرک میں پاراچنار آنے کے لئے ہم ٹرک کے اگلے چھجے پر سوار ہو گئے اور خود کو ٹرک کی ترپال میں چھپالیا۔ ابھی وہ ٹرک وہیں کھڑا تھا کہ خان جان کا بیٹا رفیق وہاں آ نکلا۔ چونکہ ہم دونوں بچے ہی تھے رفیق کو دیکھ کر میرے چھوٹے بھائی گل جان نے باوجود میرے منع کرنے کے سر نکال کر رفیق کو آواز لگائی۔ رفیق نے جب ہمیں دیکھا تو ٹرک سے نیچے اتار لیا اور واپس گھر بھجوا دیا جہاں بابکہ ہاتھ میں کلہاڑی لئے ہمارا استقبال کررہی تھی۔ اس نے مجھ پر کلہاڑی سے وار کیا لیکن وار ضائع گیا۔ ایک بار پھر ظلموں کا آغاز زیادہ شدت کے ساتھ ہوا۔ اس دوران ایک بار پھر گل جان گھر سے فرار ہوگیا۔ یعنی گھر سے بھاگ جانے کا اُس کا تیسرا واقعہ تھا۔

ایک دن خان جان فوت ہوگیا۔ اس کی موت بھی بڑی عبرتناک موت تھی۔ بالکل پاگل ہو چکا تھا دیواروں سے ٹکریں مار مار کر وہ اپنے آخری ایام کو پہنچا۔ اُس کی موت کے بعد بابکہ نے مجھے کہا میں تمہیں ہلاک کرکے جانوروں والے کمرے میں دفن کردوں گی۔ ایک دن اُس نے مٹی کے برتن میں دہی اور روٹی کے ٹکڑے ملا کر مجھے دیئے اور اس میں زہر ملا دیا۔ میں نے روٹی کھا لی تو بابکہ نے مجھے کہا کہ اب جا کر جانوروں کے کمرہ کی صفائی کرو۔ میں ابھی دس سیڑھیاں نیچے اترا ہوں گا کہ میرے پیٹ میں سخت درد اٹھا۔ بابکہ نے مجھے کچھ دوائی دے کر کمرے میں لیٹ جانے کو کہا۔ کچھ دیر بعد میں بے ہوش ہو چکا تھا۔ میری بے ہوشی میں بابکہ نے اذیت دے دے کر مجھے جسمانی طور پر معذور کردیا جس کی تفصیل بعد میں ایک شخص نے بتائی۔

پھر خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا میں اپنے بعض عزیزوں کی کوشش سے کسی طرح پاکستان پہنچ گیا اور اپنے گھر والوں کے پاس آ گیا۔ جسمانی معذوری کے باعث میرا دھڑ صرف ڈیڑھ فٹ کا رہ گیا ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ مَیں پورے طور پر معذور ہونے سے بچ گیا ہوں۔

حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب بھیرویؓ

بھیرہ ایک قدیم قصبہ ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق 326 ق م میں سکندر اعظم نے یونان واپسی سے پہلے اپنی فوج کے ساتھ دو روز تک یہاں قیام کیا تھا۔ اس شہر میں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے علاوہ بھی مسیح محمدی کے بہت سے جانثار پیدا ہوئے۔ اُنہی میں حضرت میاں قمرالدین صاحبؓ کے بیٹے حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ بھی تھے جنہیں بھیرہ کے پہلے واقف زندگی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30؍نومبر 2006ء میں حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ کا مختصر ذکرخیر محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

1906ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں جب حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ اپنے والدین کے ہمراہ شامل ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی دردناک حالت کا نقشہ کھینچ کر احباب کو وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔ حضورؑ کی تقریر سن کر آپؓ نے اپنے والدین کی رضامندی سے بذریعہ خط اپنی زندگی خدمت اقدس میں پیش کردی۔ حضورؑ نے اپنے قلم سے جواباً خوشنودی کا اظہار فرمایا، دعا دی اور آپؓ کا ارادہ الحکم اور بدر میں شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔

حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ نے اپنے عہد وقف کو نبھانے کی نہایت جذبہ سے کوشش فرمائی اور جوانی میں ہی ایک پُرجوش داعی الی اللہ بن گئے۔ آپؓ کی وفات 5؍نومبر 1915ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4؍جنوری 2006ء میں شامل اشاعت مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم ''مضمون بالا رہا'' سے انتخاب پیش ہے:

آج سے سو سال پہلے ہم نے دیکھا اک نشاں
جس نشاں سے محوِ حیرت ہوگیا سارا جہاں
منعقد لاہور میں اک جلسہ اعظم ہوا
اہل مذہب کو تھی جس میں دعوت زور بیاں
ایک خوشخبری تھی اس میں حق پرستوں کے لئے
سب پہ غالب آئے گا اسلام کا ایک پہلواں
اہل دانش کہہ اٹھے سن کر وہ رشحات قلم
سارے جلسے میں یہی مضمون ہے روحِ رواں

محترم ملک محمد اقبال صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4؍دسمبر 2006ء میں محترم ملک محمد اقبال صاحب آف نارنگ منڈی کا ذکرخیر کرتے ہوئے مکرم عبدالباسط بٹ صاحب لکھتے ہیں کہ محترم ملک محمد اقبال صاحب کا تعلق اہل حدیث مسلک سے تھا۔ میٹرک کے دوران اپنے ایک کلاس فیلو سے معلومات حاصل کرکے بعد تحقیق 1986ء میں احمدیت کی آغوش میں آگئے۔ اس کے بعد بڑی استقامت سے دھمکیوں اور مخالفین کے ہتھکنڈوں کا سامنا کیا۔ جھوٹے مقدمہ کے اندراج کے بعد اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی ملا۔ اسیری کے دوران اُن کے حصہ داروں نے کاروبار پر قبضہ کرلیا اور والد نے بھی آپ کو جائیداد سے عاق کردیا۔ ضمانت پر رہائی ملی تو آپ نے بچی کھچی پونجی سے اپنا کاروبار شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت عطا فرمائی۔ 1990ء میں آپ کی شادی ہوئی تو میاں بیوی دونوں نے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ بہت مہمان نواز تھے۔ اپنے گھر میں MTA بھی لگوایا۔ اپنے بیٹے کو وقف نو کی تحریک کا مجاہد بنایا۔ محترم ملک صاحب نے کئی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ ہر جماعتی خدمت کے لئے خود کو فعال رکھا اور دشمن کی ایذارسانی کی کبھی پرواہ نہ کی۔ کچھ عرصہ قبل ان کی وفات ہوئی تو احمدیہ قبرستان نارنگ منڈی میں تدفین عمل میں آئی۔

احمدیہ مرکز سورینام کی یادیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6؍نومبر 2006ء میں مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب نے احمدیہ مرکز سورینام کے حوالہ سے اپنی یادیں بیان کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مَیں 5؍جنوری 1966ء کو جنوبی امریکہ کے ملک گی آنا پہنچا۔ کچھ عرصہ بعد ہمسایہ ملک سورینام جانے کا پروگرام بنا جو پہلے ڈَچ گی آنا کہلاتا تھا اور آزاد ہوکر سورینام کہلایا۔ 31؍اگست 1967ء کو سورینام کے دارالحکومت پارامار یبو پہنچ کر ایک ہوٹل میں قیام کیا تو اگلے روز ہی چند احمدی دوست مکرم عبدالحمید صاحب صدر جماعت کے ہمراہ تشریف لائے اور صدر صاحب مجھے اپنے گھر لے گئے۔ سورینام میں مرکز کے قیام کے سلسلہ میں کوششیں 1950ء کی دہائی میں شروع ہوگئی تھیں اور رجسٹریشن کے مراحل بھی طے ہو گئے تھے۔ مرکز سے ایک مربی سلسلہ مکرم عبدالعزیز جمن بخش صاحب بھی بھجوائے گئے تھے۔ صدر جماعت عبدالحمید صاحب اُنہی کے بھائی تھے۔ 1961-62ء میں ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ عملاً یہ مرکز بند کردینا پڑا۔ بہرحال میرے پہنچنے پر احمدی صدر صاحب کے گھر اکٹھے ہونے شروع ہوگئے۔ بہت سے احمدیوں سے جماعت کا رابطہ عملاً منقطع ہوچکا تھا اور اُن کا جماعت سے کوئی تعلق نہ رہا تھا۔ تاہم پارامار یبو کے مضافات Ephramsegen میں محترم حسینی بیداللہ صاحب نے اپنا ایک پلاٹ احمدیہ مسجد کے لئے وقف کر رکھا تھا اور خود ہی مسجد کی تعمیر کی کوشش کررہے تھے۔

15؍مئی 1968ء کو خاکسار دوبارہ ڈیڑھ ماہ کے لئے سورینام گیا اور اس دوران احمدیہ مسجد کے مقام پر ہی قیام کیا۔ اس بار بہت سے تربیتی اور تبلیغی امور سرانجام دیئے اور جماعت سورینام کے عہدیداران کا انتخاب ہوکر باقاعدہ نظام بھی قائم کیا گیا۔ محترم حسینی بیداللہ صاحب صدر جماعت اور مکرم واحد علی صاحب جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ پھر تیسری مرتبہ جولائی 1969ء میں سورینام گیا تو 13؍جولائی کو سورینام کی جماعتوں کا اجتماع بھی Ephramsegen میں منعقد ہوا۔ اخبار میں انٹرویو کے علاوہ ٹیلی وژن پر انگریزی میں تقریر کا بھی موقع ملا۔ قریباً ایک ماہ بعد واپسی ہوئی۔

محترم میاں محمد صفدر لانگ صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18؍نومبر 2006ء میں مکرمہ ف۔ا۔ لانگ صاحبہ کے قلم سے اُن کے نانا کے بھائی محترم میاں محمد صفدر صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم میاں صاحب لانگ ضلع جھنگ کے رہائشی تھے۔ 1955ء میں چودہ سال کی عمر میں ایک روز چارہ کاٹ رہے تھے کہ ایک کاغذ ملا جس پر پنجابی کے کچھ اشعار درج تھے جن میں قادیان میں مسیح موعود کی آمد سے متعلق ذکر تھا۔ آپ نے وہ کاغذ اٹھالیا اور کئی دن لوگوں سے اس بارہ میں پوچھتے رہے۔ اسی دوران مبشر خوابوں کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ آخر پوچھتے پوچھتے ربوہ کا علم ہوا تو اکیلے ربوہ پہنچ گئے۔ پندرہ سولہ سال کی عمر تھی۔ پھرتے ہوئے قصر خلافت پہنچ گئے جہاں ایک لائن لگی ہوئی تھی۔ معلوم ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی زیارت کے لئے لوگ کھڑے ہیں۔ آپ بھی لائن میں لگ گئے۔ جب حضورؓ پر نظر پڑی تو علم ہوا کہ خواب میں آنے والے بزرگ یہی ہیں۔ ایسا سرور آیا کہ دوبارہ لائن میں لگ کر زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اُسی سال جلسہ سالانہ پر بھی گئے اور بیعت کرلی۔ بیعت کرکے واپس آئے تو بہت مخالفت ہوئی لیکن آپ نے استقامت سے مقابلہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد بڑے بھائی بھی احمدی ہوگئے۔ پھر آہستہ آہستہ دوسرے رشتہ دار بھی احمدیت کی آغوش میں آنے لگے اور تیس چالیس افراد کی جماعت قائم ہوگئی۔

آپ خود پرائمری پاس بھی نہیں تھے لیکن دعوت الی اللہ کرتے وقت اور دیگر مواقع پر اس طرح ظاہر ہوتا کہ بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ لوگ اکثر مشورہ لینے اور فیصلہ کروانے کے لئے آپ سے ہی رجوع کرتے۔ آپ بتاتے تھے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کی ساری کتب کم از کم تین تین بار ضرور پڑھی ہوئی تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرتے۔ بیماری کی حالت میں بھی نماز تہجد قضا نہ کرتے۔ 3و4 دسمبر 2005ء کی شب وفات پائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے مجلّہ ''النداء'' جولائی 2005ء تا جون 2006ء میں مکرم رشید قیصرانی صاحب کی ایک غزل شامل اشاعت ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب پیش ہے:

جو بلند بامِ حروف سے ، جو پرے ہے دشتِ خیال سے
وہ کبھی کبھی مجھے جھانکتا ہے غزل کے شہرِ جمال سے
ابھی رات باقی ہے قصہ خواں ، وہی قصہ پھر سے بیاں کرو
جو رقم ہوا تھا کرن کرن ، کسی چاند رُخ کے وصال سے
مَیں جہاں بھی تھا ترے حسن کے کسی زاویے کا اسیر تھا
مَیں تو ایک پل بھی نکل سکا نہ کبھی محیطِ جمال سے
جو ترے خیال کو جاوداں ، جو مرے سخن کو امر کرے
وہی ایک لمحہ تراش لوں ترے ہجر کے مہ و سال سے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
6th July 2007 – 12th July 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 6th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 62, Recorded on 12/07/1995.
02:30 Spotlight
03:30 Huzoor's Tours: Programme documenting Huzoor's tour to Ghana.
04:10 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 185, Recorded on 19th March 1997.
05:15 Mosha'airah
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 26th March 2005.
08:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 83
08:30 Siraiki Service
09:10 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 41 recorded on 23rd June 1995.
10:10 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat & MTA News review
14:05 Dars-e-Hadith
14:15 Bengali Service: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:15 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
15:55 Friday Sermon [R]
17:15 Spotlight
18:30 Live Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Hosted By Muhammad Sahrif.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Travel: a visit to southern Spain, including Seville, Granada and Cordoba.
22:55 Urdu Mulaqa'at: Session 41 [R]

Saturday 7th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55 Le Francais C'est Facile: lesson no. 83
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 63. Recorded on 13/07/1995.
02:25 Spotlight
03:40 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 6th July 2007.
04:55 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 41 recorded on 23rd June 1995.
05:25 Attributes of Allah
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 27th March 2005.
08:05 Ashab-e-Ahmed
08:55 Friday Sermon [R]
09:55 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 27th March 2005.
16:05 Moshaairah: an evening of poetry
17:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 21/10/1995. Part 2.
18:00 Australian Documentary: a documentary about Australian culture.
18:30 Live Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Hosted By Muhammad Sahrif.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:05 Ashab-e-Ahmed [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 8th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 64, recorded on 18/07/1995.
02:30 Kidz Matter
03:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 6th July 2007.
04:20 Moshaairah
05:30 Attractions of Australia: a documentary about Australian culture.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 20th February 2005.
08:25 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Kenya, East Africa.
09:00 Learning Arabic: Lesson no. 9
09:30 Kidz Matter
10:10 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 1st June 2007.
12:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 6th July 2007.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:40 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Kenya, East Africa.[R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th June 1998.
18:00 MTA Travel: a documentary about the Canadian city of Vancouver.
18:30 Arabic Service
19:30 Kidz matter [R]
20:10 Learning Arabic [R]
20:25 MTA International News Review
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:10 Huzoor's tours [R]
22:50 Ilmi Khitabaat

Monday 9th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55 Learning Arabic: no. 9
01:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 65, Recorded on 19/07/1995.
02:15 Friday Sermon: recorded on 6th July 2007
03:20 Question and Answer Session
04:20 Ilmi Khitabaat
05:35 MTA Travel
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00 Children's Class with Huzoor, recorded on 4th March 2006.
08:00 Le Francais C'est Facile: programme no. 61
08:20 Medical Matters
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th June 1998.
10:05 Indonesian Service
11:05 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about Holy wars.
12:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:15 Bangla Schomprochar
14:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 11/08/2006.
15:05 Children's Class [R]
15:55 Spotlight
16:45 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:45 Medical Matters [R]
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 66, Recorded on 20/07/1995.
20:35 MTA International Jama'at News
21:05 Children's Class [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:15 Spotlight [R]

Tuesday 10th July 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Le Francais C'est Facile: programme no. 61
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 67, Recorded on 20/07/1995.
02:30 Friday Sermon: recorded on 11/08/2006.
03:30 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th June 1998.
04:50 Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 9th April 2005.
08:00 Learning Arabic: Programme no. 10
08:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th September 1998.
09:15 MTA Travel: a visit to the old Muslim city of Kairouan, Tunisia.
09:45 Indonesian Service
10:45 Sindhi Service
12:10 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Jalsa Salana Mauritius 2005: second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V . Recorded on 3rd December 2005.
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
15:50 Learning Arabic [R]
16:15 MTA Travel [R]
16:45 Question and Answer session [R]
17:35 Al Wassiyat: a discussion in English about the institution of Wassiyat.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:00 Al Wassiyat [R]
23:05 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 11th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 68, recorded on: 08/08/1995.
02:10 Al Wassiyat
03:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th September 1998.
04:05 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
04:55 Learning Arabic: Lesson no. 10
05:30 MTA travel: a visit to Tunis
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 10th April 2005.
08:05 Seerat Masih-e-Maud (as).
08:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th September 1998.
09:40 Indonesian Service
10:50 Australian Documentary
11:15 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Ilmi Khitabaat
15:05 Jalsa Salana Qadian: speech delivered by Hafiz Muzaffar Ahmed. Rec. 26/12/2005.
15:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:40 Australian documentary
17:10 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:20 Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 69, recorded on 09/08/1995.
20:20 MTA International News Review
20:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
21:55 Jalsa Speeches [R]
22:30 Australian Documentary [R]
22:55 Ilmi Khitabaat [R]

Thursday 12th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 69, recorded on 09/08/1995.
02:20 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:50 Hamari Kaa'enaat
03:25 Ilmi Khitabaat
04:35 Lajna Magazine
05:20 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 6th March 2005.
08:15 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 45. Recorded on 25/06/1995.
09:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Kenya, East Africa.
09:50 Indonesian Service
10:55 Al Maa'idah: a cookery programme
11:10 MTA Variety: a discussion programme about the rights of women in Islam.
11:40 Dars-e-Hadith
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 186, recorded on 25th March 1997.
15:10 Huzoor's Tours [R]
15:45 English Mulaqa'at: session 45 [R]
16:55 MTA Variety [R]
17:25 Mosha'airah
18:30 Arabic Service
20:35 MTA News Review
21:10 Tarjamatul Qur'an Class, session 186 [R]
22:15 MTA Variety [R]
22:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT**

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday July 06, 2007 Issue No. 27

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

اسوہ خاتم الانبیاء اور اسلام فروشوں کا مشغلہ تکفیر

اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں پہلی اسلامی حکومت قائم کی تو اس کی اولین مردم شماری کے وقت حکم دیا کہ ''اُكْتُبُوْا لِیْ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ ''یعنی جو شخص اپنے تئیں اسلام کی طرف منسوب ہوتا ہے اس کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کرو۔(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر۔ باب کتابۃ الامام الناس)

یہ بھی حکم جاری فرمایا کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ قرار دے تو وہ مسلمان ہے''۔(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ)

اسی طرح مسلم کتاب الایمان میں تاریخی واقعہ موجود ہے کہ جب حضرت اسامہؓ بن زید نے میدان جنگ میں ایک کلمہ گو کو قتل کر ڈالا تو آنحضرت ﷺ نے سخت خفگی کا اظہار کیا اور فرمایا اَفَلَا شَقَقْتَ قَلْبَهٗ کہ تم نے اس کے دل کو چیر کے دیکھ لیا تھا کہ یہ کلمہ اس کے دل میں نہیں ہے۔

پھر مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 344 میں حضرت عبدالرحمٰن اشعریؓ سے مروی ہے کہ جو شخص الجماعۃ سے خروج کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ خواہ وہ نماز پڑھے یا روزہ رکھے۔ فرمایا لیکن تم بہرحال اسے مسلمان اور مومن ہی کہو کیونکہ اسی نام سے خدا نے اپنے بندوں کو موسوم فرمایا ہے۔

پاکستان کے ایک اہل قلم جناب خورشید ندیم صاحب نے انہی فرمودات رسول کی روشنی میں یہ موقف پیش کیا ہے کہ:

''اگر کوئی شخص مسلمان نہیں ہے تو میرے پاس یہ جاننے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے کہ ان کا انکار ہٹ دھرمی، عناد یا حسد پر مبنی ہے یا وہ کوئی ایسا عذر رکھتا ہے جسے وہ اپنے ربّ کے حضور میں پیش کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے اور کوئی انسان دوسرے کے دل کا حال جاننے پر قادر نہیں ہے۔ اب میں اس سے معاملہ کرتے وقت اسے غیر مسلم تو سمجھوں گا لیکن مجھے یہ اختیار حاصل نہیں کہ میں اسے کافر قرار دوں۔ کافر وہ ہے جو جان بوجھ کر حق کا انکار کرے اور اس کا فیصلہ علیم بذات الصدور کر سکتا ہے اور وہ اللہ ہی ہے''۔

(روزنامہ جنگ 17 اکتوبر 2006ء)

جناب خورشید ندیم، جناب جاوید احمد غامدی کے تلمیذ رشید ہیں اور دینی تعبیرات و تشریحات میں ان ہی کی تقلید کرتے ہیں۔ غامدی صاحب اپنے پرچے ''اشراق'' میں اپنے اس موقف کو زیادہ صراحت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔ فرماتے ہیں ''کسی کو کافر قرار دینا ایک قانونی معاملہ ہے۔ پیغمبر اپنے الہامی علم کی بنیاد پر کسی گروہ کی تکفیر کرتا ہے، یہ حیثیت اب کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی، اب ہمارا کام یہی ہے کہ ہم مختلف گروہوں کے عمل و عقیدہ کی غلطی واضح کریں اور جو لوگ نبی ﷺ کی نبوت کو نہیں مانتے انہیں بس غیر مسلم سمجھیں اور ان کے کفر کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں''۔

(اشراق دسمبر 2000ء)

مخالف احمدیت مُلّاؤں نے چونکہ عملاً قسم کھا رکھی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی کسی بات کو تسلیم نہیں کریں گیا اس لئے انہوں نے نہایت متکبرانہ انداز میں روزنامہ ''اسلام'' (8 اکتوبر 2006ء) میں اس موقف کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے کمال بے شرمی سے لکھا ہے کہ علمائے اُمّت نے کبھی نہیں کہا کہ باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہونے سے ہم کوئی حکم نہیں لگا سکتے۔

اس گستاخ رسول طائفہ کا خبث باطن دیکھئے کہ ایک طرف وہ دہائی دے رہا ہے کہ:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے معنیٰ یہ تھے کہ اب انسانیت سن شعور کو پہنچ چکی ہے۔ اب کسی سکول ماسٹر کی ضرورت نہیں......اب کسی نبی کی ضرورت نہیں''۔

(خطبات امیر شریعت جلد اول صفحہ 156 مطبوعہ حضوری باغ ملتان)

دوسری طرف نبی پر ''سکول ماسٹر'' کی پھبتی کستے ہوئے نہایت بے شرمی سے مُلّا کی عظمت کا ڈنکہ بجاتے ہوئے اعلان کر رہا ہے کہ:

''اسلام اور کفر کی سرحدوں کی تعیین علماء حق کا دینی فریضہ ہے''۔(اخبار ''اسلام'' کراچی محولہ بالا)

سوال یہ ہے کہ جب دین کامل ہے اور اب کسی ''سکول ماسٹر'' کی ضرورت نہیں تو حجروں اور مدرسوں میں ''کاریگر'' کرنے والوں کی کیا ضرورت ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

گلاسگو (سکاٹ لینڈ) کے ایک نواحی قصبہ میں
امن کانفرنس کا شاندار انعقاد

(ملک محمد اکرم۔ مبلغ سلسلہ سکاٹ لینڈ)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں جماعت احمدیہ سکاٹ لینڈ نے دیہاتوں اور قصبوں میں تبلیغ کے لئے مختلف منصوبے تیار کئے ہیں ان میں سے ایک ''امن کانفرنس'' کے انعقاد کا بھی منصوبہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گلاسگو کو سکاٹ لینڈ کے دیہات میں سب سے پہلے یہ کانفرنس گلاسگو سے قریباً تین میل دور ایک قصبہ Strathaven میں منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی جس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

جب حضور انور نے دیہات اور قصبوں میں تبلیغ کا ارشاد فرمایا تو گلاسگو کی تبلیغ کمیٹی نے ایک وسیع پلان تیار کر کے اس پر عملدرآمد شروع کر دیا۔ اس کے پہلے مرحلہ میں دس بارہ دیہات کو نامزد کیا گیا اور ان مقامات پر پبلک اور اہم شخصیات سے ملاقاتیں اور لٹریچر کی تقسیم کر کے لوگوں کے رجحانات کا جائزہ لیا گیا۔ دوسرے مرحلہ میں بعض دیہات کی لائبریریوں میں کتب کی نمائش لگائی گئی اور تیسرے مرحلہ میں وسیع پیمانے پر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ لٹریچر کی تقسیم میں اس امر کا بالخصوص خیال رکھا گیا کہ لٹریچر دینے سے پہلے گفتگو کی جائے اور اگر اس شخص کو مذہب اور بالخصوص اسلامی لٹریچر کے مطالعہ میں دلچسپی ہو تبھی لٹریچر دیا جائے اور الحمدللہ کہ یہ اصول کامیاب رہا اور دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے نہ صرف لٹریچر لیا بلکہ ایک خاصی تعداد نے رابطے بھی کئے۔

Strathaven میں تبلیغ

سروے کے دوران گلاسگو سے تین میل دور ایک قصبہ Strathaven کو مناسب پایا گیا۔ لوگوں نے اسلام کے مطالعہ میں دلچسپی ظاہر کی اور بخوشی لٹریچر قبول کرتے رہے۔ مکرم عبدالغفار عابد صاحب ریجنل امیر نے بھی اس قصبہ کا دورہ کیا اور حالات کا جائزہ لے کر تبلیغ کمیٹی کو یہاں منصوبہ پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ قریباً چھ ماہ قبل باقاعدگی سے ہفتہ میں ایک بار ایک وفد آ کر یہاں لٹریچر تقسیم کرتا رہا۔ خاکسار نے مقامی اخبار سے رابطہ کیا اور وقت مقرر کر کے ریجنل امیر صاحب اور خاکسار نے ان سے ملاقات کی اور یہاں امن کانفرنس کے انعقاد کا ارادہ ظاہر کیا اور انہیں لٹریچر دیا۔ اس اخبار Strathaven Echoes نے پہلے صفحہ پر جلی حروف میں درج ذیل خبر شائع کی:

Call for "Love for all Hatred for None" Muslim Peace Conference for Strathaven.

یہ خبر 21 مارچ 2007ء کے شمارہ میں شائع ہوئی جس کے بعد ہمارے وفود نے ہفتہ میں دو مرتبہ اور پھر ہفتہ میں پانچ مرتبہ جا کر لٹریچر اور امن کانفرنس کے دعوت نامے تقسیم کرنے شروع کئے۔ اس دوران علاقہ کے ایک دوسرے بڑے اخبار Hamilton Advertiser سے رابطہ کیا جنہوں نے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ چنانچہ ان سے ملاقات کی گئی اور لٹریچر دیا گیا۔ جس نے 5 اپریل کو Gathering seeks Peaceful Future کے عنوان سے مکرم عابد صاحب کا انٹرویو شائع کیا۔

امن کانفرنس کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گلاسگو نے یہ امن کانفرنس Strathaven ٹاؤن کے بال گرین کمیونٹی ہال میں 15 اپریل 2007ء کو سہ پہر تین بجے منعقد کی۔

اسلام کی نمائندگی کے لئے مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن سے درخواست کی گئی تھی جسے آپ نے قبول فرمایا۔ صدارت کے لئے علاقہ کی کونسل کے لارڈ میئر (Provost) مشتاق احمد صاحب کو مدعو کیا گیا جسے آپ نے منظور کر لیا۔

کانفرنس ٹھیک تین بجے شروع ہوئی جس کا آغاز جماعت کی طرف سے چلنے والی چیریٹی ''ہیومینٹی فرسٹ'' کی سلائیڈز اور کمنٹری سے کیا گیا جو مکرم جلیل احمد صاحب بھٹی نے پیش کی۔ سلائیڈ شو کے بعد کانفرنس کا آغاز ہوا جس کا عنوان تھا:

"How to establish Peace"

کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا جس کے بعد خاکسار ملک محمد اکرم ریجنل مبلغ سکاٹ لینڈ نے افتتاحی تقریر کی جس میں سب احباب کو خوش آمدید کہا اور جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ جماعت کے ماٹو ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کا ذکر کیا۔ اور اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو مختصر اقتباسات پیش کئے۔

خاکسار کی تقریر کے بعد عیسائی مذہب کے نمائندہ Mr. Lewis Dorrian نے تقریر کی اور نہایت اختصار کے ساتھ بتایا کہ بائبل کی تعلیم ہے کہ ہمسایوں سے محبت کرنی چاہئے۔

عیسائیت کا نقطہ نگاہ سننے کے بعد صدر مجلس نے مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد کا مختصر تعارف کروایا اور انہیں خطاب کی دعوت دی۔

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں